عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۱۶ تا ۲۲ صفر ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۱ تا ۱۷ مئی ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۵۱

اہل کراچی پر رحمتوں اور برکتوں کی بارش

ایک عظیم انقلاب

شہید ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

غازی عبدالرشید شہیدؒ

قادیانیوں کا مناظرے سے فرار

میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟

۴۰ سال تک قادیانیت کے دام فریب میں رہنے والے نومسلم کے تاثرات

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org
http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

حشر کے حساب سے پہلے عذاب قبر کیوں؟

س: حشر کے روز انسان کو اس کے حساب کتاب کے بعد جزا یا سزا ملے گی۔ پھر یہ حساب کتاب سے پہلے عذاب قبر کیوں؟ ابھی تو اس کا مقدمہ ہی پیش نہیں ہوا اور فیصلے سے پہلے سزا کا عمل کیوں شروع ہو جاتا ہے۔ مجرم کو قید تو کیا جا سکتا ہے۔ مگر فیصلے سے پہلے اسے سزا نہیں دی جاتی۔ پھر یہ عذاب قبر کس مد میں جائے گا، برائے کرم تفصیل سے جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں؟

ج: پوری جزا و سزا تو آخرت ہی میں ملے گی۔ جبکہ ہر شخص کا فیصلہ اس کے اعمال کے مطابق چکایا جائے گا، لیکن بعض اعمال کی کچھ جزا و سزا دنیا میں بھی ملتی ہے۔ جیسا کہ بہت سی آیات و احادیث میں یہ مضمون آیا ہے اور تجربہ و مشاہدہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے، اسی طرح بعض اعمال پر قبر میں بھی جزا و سزا ہوتی ہے۔ اور یہ مضمون بھی احادیث متواترہ میں موجود ہے، اس سے آپ کا یہ شبہ جاتا رہا کہ ابھی مقدمہ ہی پیش نہیں ہوا تو سزا کیسی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پوری سزا تو مقدمہ پیش ہونے اور فیصلہ چکائے جانے کے بعد ہی ہوگی۔ برزخ میں جو سزا ہوگی اس کی مثال ایسی ہے جیسے مجرم کو حوالات میں رکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کے لئے برزخ کی سزا کفارہ سیئات بن جائے۔ جیسا کہ دنیوی پریشانیاں اور مصیبتیں اہل ایمان کے لئے کفارہ سیئات ہیں۔ بہرحال قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس سے ہر مومن کو پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۲۵)

پیر کے دن موت اور عذاب قبر:

س: میں نے پڑھا ہے کہ جو شخص (مسلمان) جمعہ کے دن یا رات میں مرے گا عذاب قبر سے بچالیا جائے گا۔ آپ سے پیر والے دن اور رات کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ اس قسم کی کوئی فضیلت ہے۔ حدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

ج: پیر کے دن کے بارے میں تو معلوم نہیں جمعہ کے دن اور شب جمعہ میں مرنے والوں کے لئے عذاب قبر سے محفوظ رہنے کا مضمون ایک روایت میں آیا ہے مگر یہ روایت کمزور ہے۔

کیا روح اور جان ایک ہی چیز ہے:

س: کیا انسان میں روح اور جان ایک ہی چیز ہے یا روح علیحدہ اور جان علیحدہ چیز ہے۔ کیا جانوروں کے ساتھ بھی یہی چیز ہے۔ جب انسان دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو کیا جان اور روح دوبارہ ڈالی جائے گی۔

ج: انسان اور حیوان کے درمیان جو چیز امتیاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ حیوان کے اندر تو ''روح حیوانی'' ہوتی ہے جس کو ''جان'' کہتے ہیں اور انسان میں اس ''روح حیوانی'' کے علاوہ ''روح انسانی'' بھی ہوتی ہے، جس کو ''نفس ناطقہ'' یا ''روح مجرد'' بھی کہا جاتا ہے اور ''روح حیوانی'' اس نفس ناطقہ کے لئے مرکب کی حیثیت رکھتی ہے، موت کے وقت روح حیوانی تحلیل ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے روح انسانی اور نفس ناطقہ کا انسانی بدن سے تدبیر و تصرف کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ برزخ میں بدن سے روح کا تعلق تدبیر و تصرف کا نہیں رہتا۔ بس اتنا تعلق فی الجملہ باقی رہتا ہے، جس سے میت کو برزخی ثواب و عذاب کا ادراک ہو سکے۔ قیامت کے دن جب مردوں کو زندہ کیا جائے گا تو روح اور بدن کے درمیان پھر وہی تعلق قائم ہو جائے گا۔

قبر میں جسم اور روح دونوں کو عذاب ہو سکتا ہے:

س: قبر کا عذاب صرف جسم کو ہوتا ہے یا روح کو بھی ساتھ ہوتا ہے؟

ج: قبر میں عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ روح کو بلاواسطہ اور بدن کو بواسطہ روح کے۔

موت کے بعد مردہ کے تاثرات:

س: موت کے بعد غسل، جنازے اور دفن ہونے تک انسانی روح پر کیا بیتتی ہے؟ اس کے کیا احساسات ہوتے ہیں؟ کیا وہ رشتہ داروں کو دیکھتا اور ان کی آہ و بکا کو سنتا ہے؟ جسم کو چھونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے یا نہیں؟

ج: موت کے بعد انسان ایک دوسرے جہان میں پہنچ جاتا ہے۔ جس کو ''برزخ'' کہتے ہیں، وہاں کے پورے حالات کا اس جہان میں سمجھنا ممکن نہیں، اس لئے نہ تو تمام کیفیات بتائی گئی ہیں، نہ ان کے معلوم کرنے کا انسان مکلف ہے، البتہ جتنا کچھ ہم سمجھ سکتے تھے عبرت کے لئے اس کو بیان کر دیا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میت پہچانتی ہے کہ کون اسے غسل دیتا ہے، کون اسے اٹھاتا ہے، کون اسے کفن پہناتا ہے اور کون اسے قبر میں اتارتا ہے۔ (مسند احمد، معجم اوسط طبرانی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اگر نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو اور نیک نہ ہو تو کہتا ہے، ہائے بدبختی! تم مجھے کہاں لئے جا رہے ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب میت کا جنازہ لے کر تین قدم چلتے ہیں تو وہ کہتا ہے:

''اے بھائیو! اے میری نعش اٹھانے والو! دنیا تمہیں دھوکا نہ دے، جس طرح اس نے مجھے دھوکا دیا، اور وہ تمہیں کھلونا نہ بنائے جس طرح اس نے مجھے کھلونا بنائے رکھا...... میں جو کچھ پیچھے چھوڑے جا رہا ہوں وہ تو وارثوں کے کام آئے گا مگر بدلہ دینے والا مالک قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے جرح کرے گا اور اس کا حساب و کتاب مجھ سے لے گا۔ ہائے افسوس! کہ تم مجھے رخصت کر رہے ہو اور تنہا چھوڑ کر آ جاؤ گے۔'' (ابن ابی الدنیا فی القبور)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو بسند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ''میت اپنے غسل دینے والوں کو پہچانتی ہے اور اپنے اٹھانے والوں کو قسمیں دیتی ہے، اگر اسے روح و ریحان اور جنت نعیم کی خوشخبری ملتی ہو تو کہتا ہے: ''مجھے جلدی لے چلو'' اور اگر اسے جہنم کی بدخبری ملی ہو تو کہتا ہے: ''خدا کے لئے مجھے نہ لے جاؤ۔''

(ابوالحسن بن براء، کتاب الروضہ)

یہ تمام روایات حافظ سیوطیؒ کی ''شرح صدور'' سے لی گئی ہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

۱۶ تا ۲۲ صفر ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۱ تا ۲۲ مئی ۲۰۰۱ء

جلد: ۱۹ شمارہ: ۵۱

☆ بیاد گار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اہل کراچی پر رحمتوں اور برکتوں کی بارش! ..... اداریہ 4
قادیانیوں کا مناظرے سے فرار، مسلمانوں کی ایک اور فتح (محمد انور رانا) 6
شہید ناموس، غازی عبدالرشید شہید (سردار علی صابری) 10
قربان جانے والوں پہ قربان جایئے (محمد متین خالد) 13
حارث کذاب دمشقی (نثار احمد خان فتحی) 15
میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟ (پروفیسر منور احمد ملک) 16
ایک عظیم انقلاب (مولانا ابوالکلام آزاد) 20
توضیح و تشریح اسماء الحسنیٰ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 22
اخبار ختم نبوت 23

زرِ تعاون بیرونِ ممالک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ممالک
فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ [illegible]
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل کراچی پر انوار و برکات کی بارش!

کراچی جو گزشتہ کچھ سالوں سے مصیبتوں اور غموں کے شہر کا عنوان بن چکا ہے۔ افراتفری اور عدم تحفظ سرگردانی اس شہر کا مقدر بن چکی ہے، اکابر علمأ کرام کی ایک ایک کر کے رخصتی نے کراچی کے امن وسکون اور طمانیت پر ایسی تیسری پھیر دی۔ ۱۸/مئی کو شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ نائب مدیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سانحہ شہادت نے علمأ کرام اور اہل دین کے قلوب میں جو خوف اور عدم تحفظ کی کیفیت پیدا کی، اس نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ زخمی اور شکستہ قلوب کی طمانیت کے تمام راستے بند ہو گئے۔ ایسا محسوس ہونے لگا کہ کراچی اور اہل کراچی سے خدا تعالیٰ روٹھ گئے ہیں۔ نگاہیں کسی روحانی مصلح کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم اور گردش کر کے مایوس واپس لوٹتیں۔ کہاں تو یہ کیفیت کہ جدھر نظر اٹھاؤ ایک عظیم مصلح اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کے مانگنے والے اکابر علمأ دیوبندی پر نظر پڑتی تھی۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمن، محدث وقت مولانا محمد ادریس میرٹھی، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی، خطیب اہل سنت مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا عبدالمتین خطیب، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی نابغہ روزگار شخصیت کی ایک مسکراہٹ پریشان حال لوگوں کو سکون قلب کی دولت سے مالا مال فرما دیتی تھی اور آج ہر فرد حیرت زدہ ادھر ادھر سر مارتا نظر آتا ہے مگر زخمی دلوں پر کوئی زبانی مرہم رکھنے والا بھی نظر نہیں آتا تھا۔ شہید اسلام کی ایک سالہ جدائی نے حضرت کے متوسلین و منتسبین کے علاوہ مسلک حقہ سے وابستہ ہر ایک فرد کٹی پتنگ کی مانند ادھر ادھر دوڑتا نظر آتا تھا، اس صورت حال کے پیش نظر حج کے موقع پر اور بعد ازاں لاہور اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کی تقریب کے موقع پر صاحبزادہ خلیل احمد، صاحبزادہ سعید احمد سے درخواست کی کہ اہل کراچی پر رحم کریں اور حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جاں نثاروں پر کے زخموں پر مرہم رکھیں ان ٹوٹی ہوئی نسبتوں کو تھامیں اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم امیر مرکزیہ کا کچھ وقت مرحمت فرمائیں تاکہ ختم نبوت پروگراموں کے ساتھ کچھ دیگر اصلاحی پروگراموں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ان صاحبزادگان کو کہ انہوں نے حضرت امیر مرکزیہ تک نہ صرف ہماری درخواست پہنچائی بلکہ منظوری کی خوش خبری سنا کر ہمیں تازندگی ممنون واحسان کر کے اپنا اسیر بنا لیا اور ۲۹/اپریل تا ۶/مئی کے آٹھ قیمتی دن عنایت فرمائے، جس میں علامہ احمد میاں حمادی صاحب نے ایک دن کا اضافہ کر کے حیدرآباد اور ٹنڈو آدم میں بھی ایک ایک پروگرام رکھ دیا۔

اقرأ روضۃ الاطفال کے مفتی خالد محمود اور مفتی مزمل حسین کپاڈیا کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے شیخ طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی زید مجدہم کی ہدایت پر اقرأ میں اس سال حفظ قرآن مکمل کرنے والے ۸۹۷ طلبأ و طالبات کے تکمیل حفظ قرآن کی دعائیہ تقاریب کا پروگرام مرتب کر لیا اور حضرت سید نفیس الحسینی زید مجدہم نے تشریف آوری بھی قبول فرمالی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمأ اسلام کے اشتراک سے ۸/روزہ ختم نبوت کا اجتماعات کے ساتھ مختلف مدارس میں دعاؤں کا پروگرام مرتب ہوا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب فاتح ربوہ صاحبزادہ مولانا خلیل احمد، صاحبزادہ نجیب احمد، صاحبزادہ سعید احمد، حضرت امیر مرکزیہ کے ہمراہ تشریف لائے جبکہ بعد میں پیکر اخلاص وخلوص جانشین حضرت مولانا محمد علی جالندھری مخدوم مکرم مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے بھی دو تین روز مرحمت فرمائے۔ مولانا عبدالمجید صاحب فاضل دیوبند سکھر والے، حاجی عبدالحمید صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بیلجیئم نے بھی اس موقع پر مختلف پروگراموں میں شرکت کی۔ ایئرپورٹ سے

سیدھے برادر شفیق اجمل کے مکان پر خصوصی احباب جمع تھے جہاں پر مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب نے ایک گھنٹہ تفصیل سے ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر خوبصورت انداز میں بیان فرمایا۔ بعدازاں حضرت نے پرسوز دعا فرمائی اور اس کے بعد حضرت دفتر ختم نبوت تشریف لائے، نماز کی ادائیگی کے بعد ایک گھنٹہ حضرت نے مراقبہ فرمایا دور دراز سے لوگ اس میں شرکت کے لئے آئے اور فیضیاب ہوئے۔ صبح کے اوقات میں حضرت اقدس مدظلہ العالی اقرأ کی تقاریب میں شرکت فرماتے اور حفاظ بچے اور بچیوں کو دعاؤں سے نوازتے اور مختلف مدارس میں دعا کے لئے تشریف لے جاتے۔ عصر تا مغرب متوسلین اور منتسبین کو دفتر ختم نبوت میں اصلاح سے سرفراز فرماتے اور عشأ کے بعد ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت فرماتے۔

پہلی کانفرنس قاری شیر افضل صاحب کی سرپرستی میں جامع مسجد نشتر بستی میں ۳۰/اپریل کو ہوئی۔ قاری صاحب کے علاقہ میں اثرات کی وجہ سے اور حضرت امیر مرکزیہ کی زیارت کے شوق اور مولانا اللہ وسایا کے مدلل بیان سننے کے مشتاق کثیر تعداد میں شریک ہوئے، ایک گھنٹہ بیان کے بعد حضرت اقدس مدظلہ نے دعا فرمائی۔ یکم مئی کو جامع مسجد بلال بلدیہ ٹاؤن کی کانفرنس مولانا عمر صادق، حاجی عزیز الرحمٰن، قاری محمد عثمان اور جمعیت علمأ اسلام کے ساتھیوں کی کوششوں سے بہت زیادہ کامیاب رہی۔ مسجد اندر، باہر مکمل بھری ہوئی تھی۔ حاجی عبدالحمید صاحب، مولانا اللہ وسایا کی پرجوش تقریر نے مجمع کو بہت زیادہ گرمایا۔ حضرت اقدس مدظلہ نے دعا فرمائی۔ ۲/مئی کو جامع مسجد قدسیہ ناظم آباد میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی، جس سے مولانا اللہ وسایا اور دیگر علمأ کرام نے خطاب کیا۔ ۳/ قاری فیض اللہ چترالی نے جمعیت طلبأ اسلام اور چترال کے علمأ کرام کو مدرسہ امام محمد میں جمع کیا اور کامیاب ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا، مولانا اللہ وسایا نے تقریر کی۔ ۴/مئی کو جمعہ کی نماز سے قبل محدّث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت امیر مرکزیہ تشریف لے گئے۔ مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا، حضرت بنوری، حضرت مفتی ولی حسن، حضرت مفتی احمد الرحمٰن رحمہم اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔ رات کو جامع مسجد گلشن آباد میں قادیانیوں کے گڑھ کے قریب پروگرام ہوا بعدازاں شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں آپ تشریف لے گئے۔ عشأ کے بعد مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا، حضرت اقدس مدظلہ کی پرسوز دعا نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کردی۔ پوری مسجد حضرت شہید اور حضرت امیر مرکزیہ کے متعلقین سے لبالب بھری ہوئی تھی۔ آج حضرت امیر مرکزیہ تشریف لائے تھے مگر آپ کے ترجمان موجود نہیں تھے، وہ حیات جاودانی کے ساتھ عظیم سفر پر روانہ ہوچکے تھے۔ ۵/مئی کو مسجد طیبہ ملیر اور جامع مسجد توحید میں مولانا احسان اللہ ہزاروی کی دعوت پر ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ مولانا اقبال اللہ صاحب اور دیگر علمأ کرام بھی موجود تھے جبکہ آخری پروگرام شیر شاہ قاری محمد عثمان صاحب کی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس کے عنوان سے ہوا۔ بنوری ٹاؤن، جامعہ عثمانیہ، جامع اسلامیہ کلفٹن اور دیگر مدارس میں بھی آپ تشریف لے گئے۔ ہر شخص فرحت وشادان حضرت اقدس مدظلہ کے فیض سے مستفیض ہو رہا تھا۔ دوسری طرف جامعہ بنوری ٹاؤن میں حضرت سید نفیس شاہ صاحب کی روحانی مجالس جاری تھیں۔ فجر سے قبل اور مغرب کے بعد ذکر اللہ سے فضائیں منور ہو رہی تھیں۔ ہر طرف رحمت وبرکات کا ساسماں تھا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے ترانے گونج رہے تھے، قادیانیت کی بیخ کنی ہو رہی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کراچی کے مصائب کے دن ختم ہوگئے، حضرت امیر مرکزیہ کی اور نائب امیر مرکزیہ کی دعائیں ضرور رنگ لائیں گی۔ دینی قوتیں غالب ہوں گی، مدارس دینیہ کی حفاظت ہوگی، اقرأ کی شمعیں پاکستان میں روشن ہوں گی، حضرات مشائخ کرام کا فیض پھیلے گا۔ جہاد کے راستے کھلیں گے، افغانستان، کشمیر، چیچنیا، فلسطین کو آزادی نصیب ہوگی۔ حضرت جب طالبان کی فتوحات کی دعائیں فرماتے تو مجمع بلند آواز سے آمین کہتا۔

غرض یہ روحانی سفر اور یہ روحانی ہفتہ اہل کراچی کے لئے رحمتوں کی بارش سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگ ہستیوں کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ حضرت سے درخواست کی گئی ہے کہ کم ازکم چار ماہ میں ضرور اس قسم کا ایک ہفتہ مرحمت فرمائیں۔ آپ تمام حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس امیر مرکزیہ اور حضرت شاہ صاحب کی زندگیوں کو سلامت رکھے اور آپ کے فیض سے امت کو مستفیض فرمائے۔ (آمین)

رپورٹ: محمد انور رانا

قادیانی مناظرہ کا چیلنج کر کے فرار ہو گیا

مسلمانوں کی ایک اور فتح

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور ایمان کی روح ہے، قادیانیت انگریز سامراج کا پیداوار کردہ فتنہ ہے، جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، قادیانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ قادیانیت نے ہمیشہ راہ فرار اختیار کی، کیونکہ حق کے نظر آتے ہی باطل کا بھاگنا ایک فطری عمل ہے، انتظامیہ نے قادیانیوں کو قانون کا پابند بنا کر ان کی ارتدادی سرگرمیوں کو نہ روکا تو حالات کے پرامن رہنے کی ضمانت نہیں دی جا سکتی، مشتعل مسلمانوں سے مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا قاری اللہ داد اور دیگر علماء کرام نے خطاب کر کے حالات کو کنٹرول کیا

عرصہ دراز سے ایک گہری سازش اور منصوبہ بندی کے تحت لادین اور کفریہ طاقتیں این جی اوز اور دیگر مختلف نام نہاد کفریہ تنظیموں کی شکل میں مسلمانوں کی رواداری اور پرامن پالیسی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک وملت کے خلاف سازشوں اور کفریہ عقائد کی تبلیغ وتشہیر میں مصروف ہیں۔ ملک کے چپے چپے خصوصاً پسماندہ علاقوں سے غریب اور مفلوک الحال سادہ لوح مسلمانوں کو زر، زن، اور زمین، نوکری چھوکری اور بیرون ملک بھجوانے وغیرہ جیسے سبز باغ دکھا کر مرتد بنانے کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔

ان کفریہ طاقتوں میں سرفہرست انگریز سامراج کا پیدا کردہ اور خود کاشتہ پودا فتنہ قادیانیت ہے۔ عالم اسلام نے جب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر امت محمدیہ کے جسد سے اس ناسور کو الگ کیا ہے، اس وقت سے قادیانی فتنہ زخمی سانپ کی طرح بل کھا رہا ہے اور ملک دشمن طاقتوں کے اشارہ پر وطن عزیز اور اسلامیان پاکستان کے خلاف بڑی خطرناک سازشوں میں مصروف نظر آتا ہے اور قادیانی لیڈر مرزا طاہر آج بھی اپنے روحانی آباؤ اجداد کی گود برطانیہ میں بیٹھ کر بے پناہ دولت خرچ کر کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے ملک وملت کے خلاف زہریلی زبان استعمال کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے عالم اسلام کے خلاف اور خصوصاً پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درپے ہے اور قادیانی گروہ کے افراد اپنے بیرونی آقاؤں کے اشارے اور پاکستان کے سرکاری کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کی شہ پر پسماندہ اور غریب علاقوں میں مسلمان نوجوانوں کو سرعام قادیانیت کے کفریہ عقائد کی تبلیغ کرتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

کراچی کے مختلف علاقوں سے قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں، کراچی کے علاقہ کشمیر کالونی سے کافی عرصہ سے قادیانیوں کی تبلیغی اور تخریبی سرگرمیوں کی اطلاعات مل رہی تھیں کہ وہاں پر قادیانی سرعام سادہ لوح مسلمانوں کو مختلف حربے استعمال کر کے مرتد بنانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ چند روز قبل کشمیر کالونی میں قادیانی عبادت گاہ کے مربی بشارت احمد قادیانی اور چند ایک دیگر قادیانیوں نے چند مسلمان نوجوانوں کو گھیر کر انہیں قادیانیت کے کفریہ عقائد کی تبلیغ شروع کر دی۔ مسلمان نوجوانوں نے کہا کہ آپ لوگ تو کافر ہیں تو قادیانی کہنے لگے کہ ہم سچے مسلمان ہیں، اور دنیا کا کوئی عالم ہمیں دلائل کی روشنی میں کافر ثابت نہیں کر سکتا اور مسلمانوں کا کوئی مولوی ہم سے مناظرہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے بڑے بڑے مولویوں کو شکست دی ہے اور ہم تمہیں بھی چیلنج کرتے ہیں کہ آپ کسی بھی مولوی کو لے آؤ جو ہم سے مناظرہ کر کے ہمیں شکست دے۔ قادیانیوں نے کہا کہ ۱۹/ اپریل کل صبح دس بجے کا آپ کو وقت دیتے ہیں۔ آپ کوئی مسلمان عالم لے آئیں جو ہم سے مناظرہ کر کے ہمارے کفر کو ثابت کرے، ان غیور نوجوانوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم کل ۱۰ بجے اپنے علماء کو لے آئیں گے۔

چنانچہ ۱۹/ اپریل کو صبح ہی سے قادیانی مربی بشارت احمد اور اس کے ساتھیوں نے مسلمان نوجوانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا کہ لے آؤ، اپنے مولویوں کو ہم ۱۰ بجے آ رہے ہیں۔

یہ نوجوان قریبی علاقہ محمود آباد میں حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب کے پاس آئے اور انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ مولانا نعمانی صاحب اتفاق سے اس دن انتہائی مصروف تھے، اس لئے انہوں نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ کر کے مذکورہ صورت حال بتائی اور ان نوجوانوں سے تعاون کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا نذیر احمد تونسوی اور ڈرگ روڈ ختم نبوت کے مجاہد ساتھی

جناب ناصر صاحب نے فوراً قادیانی کتب وغیرہ تیار کرتے ان نوجوانوں کے ساتھ قادیانیوں کے چیلنج کا جواب دینے کے لئے جب کشمیر کالونی جائے وقوعہ پر گئے تو قادیانیوں نے ختم نبوت کے پروانوں کو دیکھتے ہی راہ فرار اختیار کرنے کے حیلے بہانے شروع کردیئے اور بڑی کوشش کی کہ کسی طریقہ سے بات نہ کرنی پڑے۔ مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب نے ان نوجوان مسلمانوں سے کہا کہ ان قادیانیوں کو بھاگنے اور راہ فرار اختیار کرنے کا موقع نہ دیں، حکمت عملی سے کسی صورت میں ان کو گھیر کرلے آئیں اور ان کو گفتگو پر آمادہ کریں۔ چنانچہ بڑی مشکل سے مسلمان نوجوان قادیانیوں کو گھیر کر لے آئے، وہ قادیانی ختم نبوت کے مبلغ اور ان کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں دیکھتے ہی حواس باختہ ہوگئے، گفتگو شروع ہوتے ہی جب چند ایک حوالے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے پیش کیے گئے تو قادیانی ہر حوالے پر یہ کہتے کہ اس کا جواب ہم بعد میں دیں گے، ہم نے آپ کا اعتراض نوٹ کرلیا ہے، دوران گفتگو بار بار قادیانی اٹھ کر بھاگنے لگتے اور جان چھڑانے کے بہانے تلاش کرتے، ایک موقع پر قادیانی کہنے لگے کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات پر آپ سے کوئی بات نہیں کرتے، مرزا پر آپ کو جو اعتراضات ہیں، آپ خود جاکر مرزا قادیانی سے پوچھ لیں کہ اس نے یہ کفریات کیوں لکھی ہیں، انبیا کرام علیہم السلام کو کیوں گالیاں دی ہیں؟ ہمارے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب نے کہا کہ جب آپ مرزا قادیانی پر ہونے والے اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتے اور اس کو شریف انسان ثابت نہیں کرسکتے تو پھر اس کو نبی کیوں مانتے ہو؟ اس پر لعنت بھیج کر قادیانیت سے توبہ کرکے مسلمان ہوجائیں اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہوجائیں۔

قادیانی کہنے لگے ہم قرآن سے وفات مسیح پر تم سے بات کریں گے۔ مولانا نذیر صاحب نے کہا کہ درحقیقت آپ اپنی جان چھڑانے کے بہانے تلاش کررہے ہیں، ورنہ آپ کو قرآن مجید سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے اور آپ لوگوں کو تو صحیح قرآن کے الفاظ بھی تلاوت کرنا نہیں آئیں گے۔ چلو آپ یہ شوق بھی پورا کرلیں، پڑھیں وفات مسیح کی آیت اور اپنا مدعا بیان کریں، چنانچہ بشارت احمد قادیانی نے سوچ بچار کے بعد آیت وما محمد الا رسول ٹھہر ٹھہر کر پڑھنی شروع کی تو آیت کے الفاظ بھی غلط پڑھنے شروع کردیئے۔ مولانا تونسوی صاحب نے کہا کہ آیت پڑھنا آپ کو نہیں آتا۔ آپ اپنا مدعا کیسے بیان کریں گے تو کہنے لگا یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد۔ مولانا تونسوی صاحب نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تو پھر یہ وضاحت کریں یہ آیت کس پر بعد میں نازل ہوئی؟

بشارت احمد قادیانی حواس باختہ ہوکر کہنے لگا کہ یہ آیت جس پر بھی نازل ہوئی، جہاں بھی نازل ہوئی، اس کا مجھے پتہ نہیں ہے اس آیت میں یہ ہے کہ تمام رسول فوت ہوگئے اور کوئی نبی اب زندہ نہیں ہے۔ مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب نے کہا کہ اگر مرزا کہہ دے کہ کوئی آسمانوں پر زندہ ہے تو پھر؟ کہنے لگا مرزا نے کہیں نہیں کہا۔ جب قادیانی مربی نے یہ کہا تو مولانا تونسوی صاحب نے مرزا قادیانی کی کتاب ”نور الحق“ کا حوالہ پیش کردیا، جس میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

”قرآن میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لے آئیں کہ موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور مردوں میں سے نہیں ہیں۔“

یہ حوالہ پیش کرکے مولانا تونسوی صاحب نے کہا کہ اب آپ فیصلہ کریں کہ آپ کی بات کا اعتبار کیا جائے یا آپ کے نبی مرزا قادیانی کی بات کا؟

قادیانی یہ حوالہ دیکھتے ہی پاگل ہوگئے، اب کوئی بات کہاں کی کریں اور کوئی بات کہیں کی کبھی آسمانوں کے وجود سے انکار، کبھی جنت کا انکار، کبھی کہیں مرزا کی کوئی بات نہ کریں، مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب نے کہا کہ اگر مرزا قادیانی اتنا ہی برا تھا کہ اس کا نام آتے ہی آپ پاگل ہوجاتے ہیں تو پھر قادیانیت چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ اس بات پر قادیانی جانے کے لئے کھڑے ہوگئے، مولانا تونسوی صاحب نے کہا کہ ایسے آسانی سے آپ کو جانے نہیں دیں گے، جب تک آپ ہماری باتوں کا تسلی بخش جواب نہیں دے دیتے، تو بشارت احمد قادیانی کہنے لگا کہ آپ اتوار ۲۲/ اپریل کو صبح ۱۰ بجے ہماری عبادت گاہ میں آجائیں میں اپنے بڑوں سے جوابات پوچھ کر آپ کے ایک ایک اعتراض کا جواب دوں گا۔ مولانا تونسوی صاحب نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے خود لکھیں تاکہ کل آپ انکار نہ کرسکیں، چنانچہ ”مرتا کیا نہ کرتا“ اس نے اپنے ہاتھ سے تحریر لکھ دی کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت مذکورہ تاریخ کو آپ کے تمام اعتراضات کا اور مرزا قادیانی کی تحریروں کا تسلی بخش جواب دوں گا۔ اس وقت میرے پاس وقت نہیں ہے۔

چنانچہ مورخہ ۲۲/ اپریل بروز اتوار حسب

پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب، راقم الحروف، حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی، حضرت مولانا قاری اللہ داد، جناب ناصر صاحب اور چند ایک دوسرے نوجوان مسلمانوں کے ساتھ ٹھیک ۱۰ بجے کشمیر کالونی قادیانی عبادت گاہ کے باہر جاکر کھڑے ہوگئے، قادیانی عبادت گاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو پتہ چلا اندر کوئی مرد نہیں ہے۔ علاقہ کے نوجوانوں کو قادیانیوں کے گھروں میں بھیجا گیا تو پتہ چلا اتوار کی سرکاری چھٹی کے باوجود پورے علاقہ میں کوئی قادیانی اپنے گھر میں موجود نہیں ہے یا پھر کوئی تھا بھی تو اس نے اس دن عورت بننے میں عافیت سمجھی اور اپنے گھر میں باپردہ بیٹھا رہا آدھ گھنٹہ تک علمأ کرام قادیانی عبادت گاہ کے دروازہ پر کھڑے قادیانیوں کا انتظار کرتے رہے۔ اس دوران علاقہ کے غیور مسلمان جمع ہونا شروع ہوگئے، سینکڑوں کی تعداد میں لوگ باہر روڈ پر جمع ہوگئے اور قادیانیت کے خلاف اہل علاقہ اور خصوصاً مسلمان نوجوان کا جوش وجذبہ بڑھتا چلا گیا۔ علاقہ کے علمأ کرام بھی واقعہ کا علم ہوتے ہی تشریف لاتے رہے، جن میں مولانا عالم شیر، مولانا قاری نظام الدین، قاری عبدالحکیم، قاری احمد یار اور دیگر متعدد علاقہ کے علمأ کرام جائے وقوعہ پر آگئے اور مسلمانوں کو پرامن رہنے کی تلقین وتاکید کرتے رہے اور اعلان کیا کہ آپ لوگ پرامن رہیں قادیانیوں نے خود ہی حرکت کی ہے، انہوں نے تحریراً مسلمان علمأ کرام کو مناظرے کا چیلنج کیا ہے، آپ نے دیکھا کہ علمأ کرام وقت مقررہ پر آگئے ہیں اور کشمیر کالونی کے سارے قادیانی گھر چھوڑ کر چوروں کی طرح بھاگ گئے ہیں، جب تک وہ چیلنج کرنے والے سامنے نہیں آئیں گے ہم جانے والے نہیں۔ نوجوانوں نے حالات اور لوگوں کی کثیر تعداد کو دیکھتے ہوئے فوراً ہنگامی طور پر روڈ پر ہی لاؤڈ اسپیکر اور دریوں کا انتظام کر کے جلسے کا بندوبست کردیا اور لاؤڈ اسپیکر پر بار بار قادیانیوں کو اعلان کر کے بلاتے رہے کہ کوئی قادیانی موجود ہے اگر وہ اپنے آپ کو سچا سمجھتا ہے تو گھر سے باہر آکر ہمارے علمأ کرام سے بات کرے، لیکن یوں محسوس ہوتا تھا کہ پوری دنیا سے قادیانیت کا جنازہ نکل گیا ہے، مسلمانوں نے نماز ظہر وہاں روڈ پر پڑھنے کا اعلان کردیا۔

قادیانیوں کو تو نہ آنا تھا اور نہ وہ آئے اور نہ ہی انشاء اللہ قیامت تک کوئی قادیانی مسلمان علمأ کرام کے سامنے آسکتا ہے۔ البتہ علاقہ کی پولیس امن و امان کا حوالہ لے کر سامنے آنا شروع ہوگئی کہ: ”جناب امن وامان کا مسئلہ ہے۔“ آپ لوگ منتشر ہوجائیں، پولیس کی گاڑیاں اور نفری قادیانی عبادت گاہ کے تحفظ کے لئے وہاں موجود رہی۔ علمأ کرام نے ان کو سمجھایا کہ ہم پرامن لوگ ہیں، آپ بے فکر رہیں ہم امن کی ضمانت دیتے ہیں، قادیانیوں نے ہمیں خود مناظرے کی دعوت دی ہے اور قادیانیوں کی تحریر ان کو دکھائی گئی۔ آپ ان چیلنج کرنے والے قادیانیوں کو لے آئیں دنیا کے جس کونے میں وہ ہم سے بات کرنا چاہیں، اب ہم ان سے بات کئے بغیر نہیں جائیں گے۔ آپ لوگ واپس چلے جائیں، آپ کو دیکھ کر علاقہ کے مسلمان اور مشتعل ہوں گے کہ آپ قادیانیوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ان کے نمائندے بن کر آئے ہیں، لیکن ان کی سمجھ میں بات نہ آئی تو مولانا قاری اللہ داد صاحب نے علاقہ ایس ڈی ایم سے بات کر کے انہیں صورت حال بتائی تو وہ فوراً حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے تشریف لائے اور اس کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب رابطہ میں رہے، انتظامیہ کے افسران بار بار منتیں کرتے رہیں کہ خدا کے لئے لوگوں کو منتشر کریں، حالات خراب ہوجائیں گے، ہم مناظرے کا چیلنج کرنے والے قادیانی افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں۔

علمأ کرام نے کہا کہ ایک ہی صورت ہے کہ آپ ان قادیانی افراد کو تلاش کر کے لے آئیں تاکہ ہم ان سے بات چیت کر کے سارا جھگڑا ہی ختم کردیں۔ قانونی پابندی کے باوجود اگر قادیانی اس طرح اپنے کفریہ عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں اور انہیں لگام نہ دی جائے تو پھر حالات پرامن رہنے کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ چنانچہ محترم جناب ایس ڈی ایم کو امتناع قادیانیت آرڈی ننس اور قادیانی کتب کے کفریہ حوالے دکھائے گئے اور ان سے کہا گیا کہ جب قادیانی ان کفریہ اور غلیظ عقائد کی تبلیغ وتشہیر کر کے مرزا غلام احمد قادیانی جیسے مرتد اور گستاخ رسول کو لوگوں کے سامنے بطور نبی کے پیش کر کے قادیانیت قبول کرنے کی دعوت دیں گے تو پھر حالات کو خراب ہونے سے کون سی طاقت روک سکتی ہے؟

جناب ایس ڈی ایم علمأ کرام کی بات کو سمجھ گئے اور انہوں نے مناظرہ کا چیلنج کرنے والے بشارت احمد قادیانی اور اس کے دیگر تین قادیانی ساتھیوں کی گرفتاری کی یقین دہانی کرائی اور علمأ کرام کی خدمت میں درخواست کی کہ میں بھی مسلمان ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہوں، آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ مذکورہ شر پسند قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی کروں گا اور اب آپ لوگوں کو پرامن طور پر منتشر کریں۔ علمأ کرام نے کہا کہ آپ پولیس کی نفری کو جائے وقوعہ سے فوراً ہٹائیں تاکہ لوگوں کا اشتعال کم ہو اور ہم نماز ظہر اعلان کے مطابق قادیانی عبادت گاہ کے سامنے باہر روڈ پر ادا

کریں گے اوراس کے بعد لوگوں کو پرامن منتشر کریں گے۔

چنانچہ ایس ڈی ایم صاحب نے تمام پولیس کی نفری فوراً بنادی اور نماز ظہر سینکڑوں مسلمانوں نے روڈ پر ادا کی۔ نماز ظہر کے بعد حضرت مولانا قاری اللہ داد صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی انگریز سامراج کے ایجنٹ اور ملک وملت کے دشمن ہیں، انہوں نے جان بوجھ کر حالات خراب کرنے کی کوشش کی ہے، مناظرہ کرنا ان کا مقصود نہیں تھا بصرف علاقہ کے پرامن حالات کو خراب کر کے ملک میں بدامنی پھیلا کر ملک دشمن طاقتوں کو خوش کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے علمائے کرام کی کوششوں سے ان کے ناپاک عزائم پر پانی پھیر دیا ہے اور ہم انتظامیہ کے ذمہ دار حضرات سے یہ بھرپور مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانی عبادت گاہ کی مسجد سے مشابہت ختم کی جائے اور مذکورہ شرپسند قادیانیوں کے خلاف فوری کارروائی کر کے علاقہ کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح ہونے سے بچایا جائے، ورنہ حالات کے ذمہ دار قادیانی ہوں گے۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب نے کہا کہ کشمیر کالونی کے غیور مسلمانو! قادیانیت کے دجل و فریب کی ایک جھلک آج آپ نے ملاحظہ کرلی ہے۔ کشمیر کالونی کے قادیانی کیا بلکہ دنیا بھر کے قادیانی اور خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی زندہ ہو کر ان کے ساتھ آجائے تو قیامت کی صبح تک وہ اپنے دجل وفریب اور اپنے کفریہ عقائد پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چیلنج کرتے ہیں دنیا کے کسی کونے میں مرزائی ہم سے مناظرہ کرلیں، بعد میں انہوں نے قادیانیت کے کفریہ عقائد پر قادیانی کتب کے حوالوں سے پیش کر کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ مسلمانوں ایسے کافروں اور مرتدوں کا بائیکاٹ کرنا آپ لوگوں کا مذہبی فریضہ بنتا ہے۔ آج کے بعد کوئی مسلمان کسی قادیانی سے کوئی تعلق نہ رکھے، مسلمانوں نے قادیانیوں کا بائیکاٹ کرنے کا بھرپور وعدہ کیا۔

آخر میں مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب نے قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں ہزاروں کفریات لکھی ہیں، دنیا کا کوئی بھی مرزائی ان کفریات کا جواب دینے کو تیار نہیں ہے، ہم نے پاکستان سے لے کر لندن میں پناہ گزیں قادیانی لیڈر مرزا طاہر احمد قادیانی تک کو جا کر چیلنج کیا ہے، آج تک کوئی مرزائی مائی کا لال ہمارے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرسکا۔ کشمیر کالونی کے قادیانی کس باغ کی مولی ہیں کہ مسلمانوں سے مناظرہ کریں گے؟ آپ نے آج دیکھ لیا کہ وہ اس طرح بھاگ گئے جس طرح چور بھاگ جاتے ہیں۔ مولانا نعمانی نے کہا کہ ہم امن پسند لوگ ہیں امن وامان کی صورت حال کے پیش نظر اور انتظامیہ کے ذمہ دار افسران کی یقین دہانی پر منتشر ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ آپ تمام لوگ پرامن طریقہ سے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ ہم انتظامیہ کی طرف سے قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی اور مسلمانوں کے مطالبات کو ماننے کا انتظار کرتے ہیں، اگر انتظامیہ نے معاملہ میں کوئی غفلت برتی تو پھر حالات کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔ اس طرح مولانا نعمانی صاحب کی تقریر اور ان کی دعا کے بعد لوگ پرامن طور پر منتشر ہوگئے۔

"وقل جاء الحق وزهق الباطل"

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم نصیب فرمائی اور ذلت ورسوائی ہمیشہ کے لئے قادیانیوں کے مقدر میں لکھ دی۔

روضہ اطہر کے سامنے

بختِ خفتہ ہمارے جگا دیجئے
خواب میں روئے انور دکھا دیجئے

میں ہوں بیمار مجھ کو دوا دیجئے
اپنی رحمت کی ٹھنڈی ہوا دیجئے

پیاس روز اجل کی بجھا دیجئے
اپنے ہاتھوں سے کوثر پلا دیجئے

نعت کہنے کی مجھ کو جزا دیجئے
مجھ کو بخشش کا مژدہ سنا دیجئے

جو تھا حسانؓ و جامیؒ کو بخشا گیا
وہ قرینہ مجھے بھی سکھا دیجئے

اک کرن اپنی چشم پر انور کی
ڈال کر دل مرا جگمگا دیجئے

جو چڑھایا صحابہؓ پہ رنگِ وفا
رنگ ویسا ہی مجھ پر اپنی وفا کا چڑھا دیجئے

ڈالئے وہ نگاہ بہار آفریں
گل میری آرزو کا کھلا دیجئے

میں پڑھوں نعت، روتے ہوئے آپ کی
آپ سنتے ہوئے مسکرا دیجئے

حشر میں آپ کا سامنا کرسکے
اپنے سلمانؔ کو حوصلہ دیجئے

(سید سلمان گیلانی)

تحریر: سردار علی صابری

غازی عبدالرشید شہید

جمعرات ۲۳/ دسمبر ۱۹۲۶ء کو دلی کے ایک خوشنویس قاضی عبدالرشید نے غیرت اسلامی کے بے سے سرشار ہو کر فتنۂ ارتداد (شدھی) کے بانی اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتم سوامی شردھانند کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اس سعادت عظمیٰ کے صلے میں پھانسی کے تختے پر حیات ابدی حاصل کی تھی۔

ہماری نئی نسلیں اب اس غریب کاتب کو بھولتی جا رہی ہیں، جس نے شاہ بطحا ﷺ کی ناموس پر قربان ہو کر اپنے ایمان کامل کا ثبوت دیا تھا۔

شردھانند، جالندھر (مشرقی پنجاب) کا رہنے والا تھا۔ اصلی نام لالہ منشی رام تھا۔ آریہ سماج کا بہت پرجوش و باعمل کارکن تھا۔ دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کے انتظامی معاملات میں پرنسپل ہنس راج سے اختلاف ہوا تو ڈی اے وی کالج کے مقابلہ میں ہردوار کے قریب موضع کانگڑی میں ایک گروکل قائم کر ڈالا، جسے آج بھی شمالی ہند میں آریہ سماج کا ایک اہم تعلیمی مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔

شردھانند نے عرصہ سے دلی میں سکونت اختیار کر رکھی تھی اور یہیں سے اس نے شدھی کی آگ بھڑکانے کے لئے اردو میں روزنامہ "تیج" اور اس کے بیٹے نے ہندی میں روزنامہ "ارجن" جاری کیا۔

لمبا قد تھا، گندمی رنگ، داڑھی مونچھ صاف، سر منڈا ہوا، بڑی بڑی آنکھیں، آواز بہت بلند سادھوؤں کا رنگین لباس، قتل کے وقت عمر چھیاسٹھ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ میرے سامنے سردھانند کی زندگی کے تین روپ ہیں۔ پہلا روپ میں نے خود نہیں دیکھا، سنا اور اخبارات میں پڑھا ہے۔ دوسرے دو روپ اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔

پہلا روپ "قوم پروری" کا روپ ہے۔ ۱۹۱۹ء میں جب آل انڈیا کانگریس کے سالانہ اجلاس پنڈت موتی لال نہرو کی زیر صدارت امرتسر میں منعقد ہوئے تو شردھانند مجلس استقبالیہ کا چیئرمین تھا۔ اس نے اپنے خطبہ صدارت میں ترکوں کے مصائب سے گہری ہمدردی ظاہر کی تھی اور خلافت کی بحالی کے لئے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا تھا۔ مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی چھندواڑہ (سی-پی) جیل سے رہا ہو کر جب کانگریس کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے سیدھے امرتسر پہنچے تو اس منظر کو دیکھنے والے بہت لوگ زندہ ہیں کہ مجلس استقبالیہ کے صدر شردھانند بڑی بے تابی سے کانگریسی پنڈال میں دوڑ کر علی برادران سے بغل گیر ہوئے تھے اور اسے ہندو مسلم اتحاد کا ناقابل شکست مظاہرہ بتایا تھا۔

شردھانند کا جو دوسرا روپ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ غالباً ۱۹۲۲ء کا ابتدائی حصہ تھا۔ مولانا محمد علی کے اخبار "ہمدرد" میں اعلان ہوا۔ شہر میں پوسٹر لگائے گئے کہ جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد "شری سوامی شردھانند جی مہاراج" ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر مسلمانوں سے خطاب فرمائیں گے۔

دلی کی جامع مسجد...... دنیائے اسلام کی ایک حسین ترین و مقبول ترین عبادت گاہ...... میں ایک ہندو سنیاسی کی تقریر...... بات تو انوکھی سی تھی، مگر وہ زمانہ تحریک خلافت کے شباب کا تھا۔ اگرچہ ہندوؤں کے دلوں میں اس وقت بھی مسلمانوں کے خلاف بغض ونفرت کی چنگاریاں دبی ہوئی تھیں، مگر صاف دل مسلمانوں کو اپنے "ہندو بھائیوں" کے خلوص پر بہت اعتماد تھا۔ جامع مسجد میں یوں تو ہر جمعہ کو بالعموم نو، دس ہزار مسلمان شریک نماز ہوتے ہیں لیکن آج کے جمعہ کا پوچھنا ہی کیا۔ جمعۃ الوداع کا ہلکا سا نقشہ نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ عظیم الشان صحن کے علاوہ ساری گیلریاں، برجیاں اور چھتیں لوگوں سے بھر گئی تھیں۔ تینوں بڑے دروازے کے باہر بھی لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا۔

نماز ختم ہوتے ہی مولانا محمد علی نے شردھانند کی آمد کا اعلان کیا۔ تھوڑی دیر بعد پرجوش نعروں اور خلافتی رضاکاروں کے جلو میں شردھانند عالم اسلام کی اس مایہ ناز مسجد میں داخل ہوا۔

مسجد سلطنت مغلیہ کے آخری دور کی صناعی کا بہت دلکش نمونہ ہے۔ مولانا محمد علی کے ساتھ شردھانند اس بلند و بالا منبر پر براجمان ہوا۔ مولانا کی مختصر تعارفی تقریر کے بعد اس منبر سے جہاں ہمیشہ تکبیر کی آوازیں گونجتی تھیں، تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک ہندو سادھو کی آواز تقریر بن کر گونجی۔ میں اس وقت حوض کے آخری مشرقی کنارے پر تھا۔ شردھانند کی تقریر اصول و غایت کے اعتبار سے جیسی کچھ بھی ہو لیکن منافقت کا شاہکار ضرور تھی۔ شردھانند نے دل کا بھید چھپانے میں کمال کر دیا۔ اس کے ہر لفظ سے مترشح ہوتا تھا کہ اسے مسلمانوں سے بے پناہ محبت ہے اور وہ ہندو مسلم اتحاد کو آزادی کی کنجی سمجھتا ہے۔ یہ بات کسی کے وہم و گمان میں نہ آ سکتی تھی کہ ہندو مسلم اتحاد کا یہی پرچار سادھو صرف چند ماہ بعد اسلام اور مسلمان کا سب سے بڑا دشمن بن کر میدان میں آئے گا اور ہندوستان سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے شدھی اور سنگھٹن جیسی خطرناک تحریکیں جاری کرے گا۔

شردھانند کا جو تیسرا روپ میرے سامنے آیا وہ بہت ہی اشتعال انگیز، گھناؤنا اور قابل نفرت تھا۔ غالباً ۱۹۲۳ء کے آغاز میں اس کو دفعہ ۱۲۴ الف کے تحت قید سخت کی سزا ہوئی تھی لیکن وہ معافی مانگ کر جیل سے رہا ہو گیا اور اس نے انگریز حکام کو خوش کرنے اور کچھ متعصب ہندوؤں کے جذبہ اسلام دشمنی کو تسکین دینے کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ شردھانند نے جیل سے رہا ہونے کے بعد روزنامہ ''تیج'' کے ایک مضمون میں اسلام پر جو پہلا حملہ کیا تھا، اس کے نجس الفاظ مجھے اب تک یاد ہیں۔

تحریک ترک موالات دم توڑ رہی تھی۔ گاندھی ایک دو ماہ بعد ضلع گورکھ پور کے ایک چھوٹے سے گمنام گاؤں چوراچوری کے معمولی سے واقعہ کو آڑ بنا کر تحریک ترک موالات کا گلا گھونٹنے والے تھے تاکہ مسلمانوں کے روز افزوں اثر ورسوخ سے کانگریس اور ہندوستان کی سیاست کو محفوظ کیا جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے ہندو لیڈروں کے عملی اشتراک، اشیرباد اور بھاری سرمائے سے مسلمانوں کے خلاف شدھی اور سنگٹھن کی تحریکیں شروع کی گئیں۔ شدھی کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو جو ہندوؤں کے بیان کے مطابق ہندو نسل سے مسلمانوں کا وجود ختم کرنے کے لئے نہ صرف مختلف مکاتب فکر کے ہندوؤں بلکہ سکھوں اور بودھوں کو بھی عظیم تر ہندو قومیت کے نام پر متحد کیا جائے اور جارحانہ حملوں کے لئے فوجی لائنوں پر مسلح دستے مرتب کئے جائیں۔

یو۔پی کے بعض اضلاع میں کئی لاکھ کم تعلیم یافتہ مسلمان راجپوت آباد تھے جنہیں ملکانہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ شدھی کا پہلا سخت حملہ انہی علاقوں پر ہوا۔ ملکانہ راجپوتوں کو دین اسلام سے منحرف کرنے کے لئے لالچ اور تشدد کے سارے حربے استعمال کئے گئے۔ تھوڑے بہت غریب راجپوتوں کا ایمان روپیہ کی طاقت سے خرید لیا گیا اور جو لوگ اسلام کا دامن چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے، ان کے گھروں کو لوٹا اور جلایا گیا اور ان کی ناموس پر حملے کئے گئے۔

شدھی کے خطرناک فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام قابل ذکر علماء و مشائخ اور اکابر و مشاہیر نے جس اتحاد اور عزم و استقلال کا مظاہرہ کیا، اسے اسلامی ہند کی تاریخ ہمیشہ فخر سے یاد رکھے گی۔ شدھی اور سنگٹھن کا سلسلہ اگر سنجیدہ مباحث اور علمی دلائل تک محدود رہتا تب بھی غنیمت تھا۔ لیکن شردھانند اور اس کے آریہ سماجی بھگتوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلیظ گالیوں، بہتان تراشیوں اور انتہائی اشتعال انگیزیوں کو اپنا مستقل شعار بنالیا۔ روزنامہ ''تیج'' دہلی میں شردھانند کے قلم سے اسلام اور مسلمانوں کو گالیاں دی جاتی تھیں اور قرآن مجید کی آیتوں کا مذاق فحش الفاظ میں اڑایا جاتا تھا۔ ہندی اخبار ''ارجن'' میں ہندوؤں کو مشتعل کرنے کے لئے عہد سابق کے مسلم سلاطین کے فرضی مظالم کی کہانیاں بہت بڑھا چڑھا کر شائع کی جاتی تھیں اور کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جب ہندو عورتوں کے اغوا اور مسلمانوں کے ہاتھوں ان کے بے عزت کئے جانے کے دو چار جھوٹے قصے درج نہ کئے جاتے ہوں۔ ایک آریہ سماجی نے قرآن مجید کا جواب لکھنا شروع کیا۔ شردھانند کی اشیرباد سے ایک اخبار ''گرو گھنٹال'' جاری کیا گیا تھا جس کا مقصد مسلمانوں اور ان کے مقدس رہنماؤں کو (جن میں انبیاء کرام بھی شامل تھے) انتہائی شرمناک الفاظ میں گالیاں دینا تھا۔

شردھانند کے ایک چیلے نے ''جزپٹ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام خاص کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت لوط، حضرت ایوب، حضرت اسحق علیہم السلام کی شان میں اس قدر سخت گستاخیاں بالکل عریاں الفاظ میں کی گئی تھیں کہ اس نجاست کا تصور بھی مشکل ہے۔ ''جزپٹ'' میرے دفتر ''ریاست'' میں ریویو کے لئے آئی تھی اور دل پر پتھر رکھ کر اسے ایک نظر دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔

شردھانند کا کلیجہ اس قدر سخت اشتعال انگیزیوں پر بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور اس نے خاندان مغلیہ کی بے گناہ شہزادیوں کے خلاف فحش ڈرامے لکھنے کی تحریک سارے ملک میں شروع کر دی۔ چنانچہ اس نوعیت کے کئی ڈرامے اردو، ہندی میں لکھے گئے۔ شہزادی زینت آرا بیگم کے متعلق ایک ڈرامہ اخبار ''ریاست'' میں میری نظر سے گزرا ہے، جس میں اس پاک دامن شہزادی کو انتہائی بدچلن عورت کے روپ میں پیش کیا گیا تھا۔ بعد میں جب آریہ سماجیوں نے اس ناپاک ڈرامے کو اسٹیج پر پیش کرنے کی کوشش کی تو کئی شہروں میں ہنگامے بھی ہوئے۔

مسلمانوں کے سینے میں بھی دل تھا، وہ غلامان بارگاہ رسالت کی شان اقدس و اعلیٰ میں شرمناک گستاخیاں، انبیاء کرام علیہم السلام پر پر نجاست حملے، قرآن مجید کی آیتوں کا مذاق اور بے گناہ مغل شہزادیوں کے خلاف فحش ڈرامے، جو سب کچھ شردھانند کی قیادت میں شردھانند کے اشارے سے ہو رہا تھا، کب تک برداشت کرتے؟ ضبط و صبر کی آخر حد ہوتی ہے، جس سے آگے بڑھنے کا نام بے غیرتی ہے۔ قاضی عبدالرشید مرحوم پیشہ کے لحاظ سے خوش نویس تھے، لمبا قد، چھریرا جسم، گندمی رنگ، لمبا چہرہ، کرتہ پاجامہ، ترکی ٹوپی، یہ ان کی عام پوشاک تھی۔ شردھانند کے زمانہ قتل کے قریب اخبار ''ریاست'' میں فرائض کتابت انجام دیتے تھے۔ دفتر کوچہ باقی بیگم دہلی میں تھا۔ گلی میں دروازہ اور اسپلینڈ روڈ کے سامنے برآمدہ، قید علائق سے آزاد ہونے کے باعث میں ''ریاست'' کے دفتر ہی میں دن رات رہتا تھا۔ قاضی صاحب کی نشست میری میز کے قریب تھی، دفتر میں آریہ سماجیوں کے جو اخبارات ورسائل اور دیگر پمفلٹ اور ڈرامے وغیرہ تبادلہ و ریویو کی غرض سے دفتر میں آتے رہتے تھے، وہ بہت غور وسنجیدگی سے پڑھتے رہتے تھے۔ نماز کے بہت پابند تھے، دفتر کے

اوقات میں ظہر وعصر کی نمازیں ہمیشہ دریبہ کی مسجد میں جماعت سے ادا کرتے تھے اور آریہ ساجیوں کی نجس و ناپاک حرکتوں سے ان کے جذبات بے انتہا مجروح ہو چکے تھے۔

واقعہ قتل سے تین چار دن پیشتر قاضی عبدالرشید مرحوم بہت گم سم رہتے تھے۔ کام میں دل نہ لگتا تھا، جب تک جی چاہتا کتابت کرتے اور جب چاہتے تو برآمدے میں بچھے ہوئے کھرے پلنگ پر پڑے رہتے تھے، ریاست کے پروپرائٹر سردار دیوان سنگھ ان دنوں نابھہ کے معزول آنجہانی مہاراجہ پُردمن سنگھ کے کسی سیاسی و ذاتی کام سے دو ہفتوں کے لئے شملہ گئے ہوئے تھے، دفتر کے انتظامات درست رکھنے اور اخبار کو بروقت نکالنے کی ساری ذمہ داری میرے اور سردار گجن سنگھ منیجر کے ذمہ تھی۔ قاضی عبدالرشید مرحوم کو میں نے ان کی بے توجہی پر ایک دو مرتبہ ٹوکا لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔

جمعرات ۲۳/دسمبر کو اخبار کی آخری کاپی پریس بھیجنے کے لئے جوڑی جارہی تھی۔ دفتر کا وقت نو بجے مقرر تھا۔ دن کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے اور منشی قاضی عبدالرشید کا پتہ نہ تھا۔ چند اشتہاروں کے چربے اور مسودے انہی کے پاس تھے۔ قاضی صاحب کے اس قدر دیر سے آنے پر ہیڈ کاتب منشی نذیر حسین میرٹھی نے اعتراض کیا تو جھلا کر جواب دیا: ''چولہے میں گئی تمہاری کاپی'' یہ کہہ کر کام کرنے کے بجائے برآمدے میں پلنگ پر لیٹ گئے، میں نے اعتراض کیا: کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے سردار گجن سنگھ منیجر سے شکایت کی۔ ان کے اصرار پر برہم ہوگئے۔ بولے: مجھے نوکری کی پروا نہیں، لکھ دو اپنے سردار کو، میں کام نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر پلنگ سے اٹھے، قلمدان بغل میں دبایا اور چل دیئے۔ چار پانچ بجے سہ پہر کے درمیان دریبہ کے ہندو علاقے میں سنسنی اور بے چینی سی محسوس ہوئی۔ سامنے سڑک پر ایک دو زخمی بھی گزرے۔ اس زمانے میں خبر رسانی کے ذرائع بہت محدود تھے۔ شہر میں ٹیلی فون تک کم تعداد میں تھے۔ ساڑھے پانچ چھ بجے شام کے درمیان روزنامہ ''تیج'' کا ضمیمہ شائع ہوا جس میں شردھانند کے قتل کی تفصیلات کے ساتھ قاضی عبدالرشید کی تصویر بھی تھی کہ ہتھکڑیاں پہنے پولیس کی حراست میں کھڑے تھے اور جسم پر چادر ہے۔ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب مرحوم اسی چادر میں پستول چھپا کر شردھانند کے دفتر میں گئے تھے اور اسے گولی کا نشانہ بنادیا تھا۔

قاضی صاحب نے عدالت میں اقبال جرم کیا۔ ۱۵/ مارچ ۱۹۲۶ء کو سیشن کورٹ سے پھانسی کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ سیف الدین کچلو نے سیشن کورٹ میں کسی معاوضہ کے بغیر پیروی کرنے کے علاوہ لاہور ہائیکورٹ میں اپیل بھی دائر کی مگر مسترد ہوگئی اور جولائی ۱۹۲۷ء کے آخری ہفتے یا اگست کے اوائل میں غازی عبدالرشید نے دلی سینٹرل جیل میں پھانسی کے تختے پر جام شہادت نوش کیا۔

پھانسی کے دن سینٹرل جیل کے سامنے مسلمانوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ ہزاروں برقع پوش عورتوں کے علاوہ بہت سے بچے بھی غیرت اسلامی کے جذبہ سے مخمور ہوکر گھروں سے باہر نکل پڑے تھے۔ لاش کو جیل کے اندر ہی غسل وکفن دیا گیا اور حکام نے جیل کے احاطے ہی میں دفن کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن عمائد شہر کے شدید اصرار پر شہید عبدالرشیدؒ کے وارثوں کو اس شرط پر لاش دینے کا فیصلہ کیا گیا کہ جنازہ کا جلوس نہیں نکالا جائے گا اور اسے جیل کے سامنے والے قبرستان میں نذر لحد کردیا جائے گا، لیکن جیل کا پھاٹک کھلتے ہی جب عاشق رسول کا جنازہ باہر نکلا تو مسلمانوں کا زبردست ہجوم اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا دیوانہ وار ٹوٹ پڑا۔ جنازے کو حکام سے چھین لیا اور سامنے قبرستان لے جانے کے بجائے جامع مسجد روانہ ہوگیا۔

نعرۂ تکبیر کی معجزہ نما اثر انگیزی کا یہ کرشمہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خونی دروازے کے سامنے مسلح پولیس کے کئی سو آدمیوں نے صف بندی کرکے راستہ روک دیا تھا۔ جابجا گورا فوج کے جوان متعین تھے لیکن مسلمانوں کا ہجوم عاشق رسول عبدالرشید کے جنازے کو لے کر خونی دروازے کے سامنے پہنچا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے کہ پولیس کے مسلح جوانوں کی صف کائی کی طرح پھٹ گئی۔ گورا فوج کے جوان سنگینیں تانے کھڑے رہے اور جنازہ کا جلوس اس صفائی سے آگے بڑھا کہ جیسے صابن سے تار نکلتا ہے۔ مسلح پولیس نے کئی بار راستہ روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ ناموس رسول ﷺ پر جان دینے والے عبدالرشیدؒ کی نماز جنازہ جامع مسجد میں پچاس ساٹھ ہزار مسلمانوں نے پڑھی (اس وقت دلی کی پوری آبادی تین لاکھ کے قریب تھی) نماز کے بعد شہر کے ممتاز مسلمانوں کی رائے تھی کہ لاش کو جیل کے سامنے والے قبرستان میں پہنچادیا جائے، جہاں قبر پہلے سے تیار تھی اور شہید کے ورثا متعلقہ حکام سے لاش کی واپسی کا مطالبہ کررہے تھے لیکن غازی انوارالحسن مرحوم (جو پہلے کانگریسی تھے بعد میں انہوں نے دلی میں مسلم لیگ کے ایک با اثر رہنما کی حیثیت سے شہرت حاصل کی تھی، افسوس ہے کہ چند سال پیشتر ان کا انتقال لاہور میں ہوگیا) کی قیادت میں پُرجوش طبقے نے جنازے کو حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ کی درگاہ مبارک میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا جو جامع مسجد سے کم و بیش تین میل دور ہے۔ دلی کے مستقل کوتوال شہر دیوی دیال نے ان دنوں رخصت لے رکھی تھی۔ شیخ نذیر الحق قائم مقامی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ کئی گھنٹوں کی مسلسل جدوجہد کے بعد مسلح پولیس نے گورا فوج کی مدد سے جنازے پر نماز مغرب سے پیشتر قطب روڈ کے پل پر اس وقت قبضہ کرلیا جبکہ مسلمان خواجہ باقی باللہ کی درگاہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جنازہ، قبرستان میں مرحوم کے ورثا کے حوالے کیا گیا۔ عاشق رسول عبدالرشید کو ان کی ابدی خوابگاہ کی نذر کردیا گیا۔

☆☆............☆☆

تحریر: محمد متین خالد

قربان جانے والوں کے قربان جائیے

حضور خاتم النبیین علیہ التحیۃ والثناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ یہ قانون قرون اولیٰ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر قیامت کی آخری صبح تک اسلام قبول کرنے والے ہر شخص پر یکساں لاگو ہے۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ سی بے حسی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی بدبخت، مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخص حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت و حمیت سے سرشار ہر مسلمان کا خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ و پے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے، دہکتی آنکھوں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لئے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لئے چاہے اسے لاکھ چٹانیں اور خون کے سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنون اور کہسار صفت اخلاص و وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے۔ اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ رہ گزر شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

یہ شہیدان عشق و وفا اپنے ہاتھوں میں حق و صداقت کی مشعلیں اٹھائے، اپنے سینوں میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعیں جلائے، اپنے دماغوں میں شہادت کی آرزو سمائے اور نظروں میں تصور مدینہ بسائے، موت کا انتخاب خود کرتے ہیں۔ اسی لئے تو موت ان سے دہشت زدہ رہتی ہے۔ ان کی روحیں دار و رسن کی طالب ہوتی ہیں، کسی شخص کو جتنی محبت زندگی سے ہوتی ہے، اس سے ہزار گنا پیار انہیں موت سے ہوتا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی عزت و آبرو انہی کے دم قدم سے ہے۔

ان شہیدان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے گورے اور کالے انگریز کی عدالت کے ایوانوں میں عزیمت و استقامت کا وہ مظاہرہ کیا کہ ہر مسلمان عش عش کر اٹھا اور کفر انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا۔ وکلا کے دلائل اور بے شمار دباؤ کے باوجود انہوں نے عدالت میں جس شان و شوکت اور ذوق و شوق کے ساتھ اپنے جرم کا بار بار اعتراف کیا، عدالتی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ پھانسی کی سزا سنتے ہی اپنی مرادوں کے بر آنے پر وہ وجد میں آ کر خوشی سے رقص کرتے، اپنی قسمت پر ناز کرتے، حلیف و حریف حیران رہ جاتے کہ موت کی سزا کے منتظران جاں نثاروں کا وزن جیل کی کال کوٹھڑیوں میں کیسے بڑھ جاتا؟

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

کوئی لہجہ، کوئی طرز بیان، کوئی لغت، کوئی پیرایہ اظہار اتنی تاب نہیں رکھتا کہ وہ ان مجاہدوں کی جرأت بے مثل کا قصیدہ کہہ سکے...... خراج تحسین پیش کر سکے...... یہی وجہ ہے شہیدان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی ہماری آنکھوں میں رہتے، دلوں میں بستے اور سانسوں میں مہکتے ہیں...... یہ ہماری جمع پونجی ہیں...... یہ ہمارا اثاثہ ہیں...... یہ ہمارا سرمایہ افتخار ہیں...... یہ اس گم کردہ راہ قوم کے رہنما اور برگشتہ بخت ملت کے محسن ہیں۔

غیرت و حمیت اور عشق و مستی سے عاری نام نہاد مسلمان اس لذت، اس سرمستی اور اس سرشاری سے نا آشنا ہیں۔ ویران کھنڈروں کی بوسیدہ چھتوں میں پناہ گزیں چمگادڑوں کو اس کا عرفان ہو سکتا ہے نہ ادراک اور نہ پہچان...... خوف سحر سے لرزاں...... تقدیر، تدبیر اور تعبیر کے لئے ترساں...... منزل کی بجائے پگڈنڈیوں کے خم و پیچ میں الجھ کر رہ جانے والے ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں۔

شہیدان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم......

آج بھی فردوس بریں سے ہر مسلمان سے شکوہ کناں ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والو! دعویٰ صرف کھوکھلے الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے کچھ عملی تقاضے بھی ہوتے ہیں...... اپنے دعوائے عشق کے سچا ہونے کا کوئی جیتا جاگتا ثبوت دو اور ثابت کرو اپنی محبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ دعوے اور ثبوت کے لئے زبان نہیں، خود حرکت میں آنا چاہئے۔ آزمائش اخلاص کی ہوتی ہے، دعوے پر پورا اترنے والے اپنی حقیقی منزل کو پا لیتے

ہیں لیکن حمیت سے عاری اور غیرت سے نا آشنا برائے نام مسلمان شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ چھپانے پر مجبور ہوتے ہیں..... کم از کم مشاہدہ اور تاریخ تو یہی کہتی ہے۔

شہیدان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو وارثان منبر ومحراب اور خداوندان مکتب سے بھی شکایت ہے کہ اب یہاں سے دارورسن کی کوئی بات نہیں اٹھتی۔ محبت ومعرفت سے تہی دامن، مسجد و مدرسہ شاہین بچوں کو خاکبازی کا سبق دے رہے ہیں۔ منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے لئے سنت صدیق اکبرؓ پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ننگی تلوار سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نقش قدم پر چلنے والے نجانے کہاں چلے گئے ہیں؟ قادیانیت، یوسف کذاب اور گوہر شاہی ایسے فتنوں کا سر کیوں نہیں کچلا جاتا؟ ان اہم اور سلگتے مسائل سے بے اعتنائی برت کر فرقہ واریت ایسے ناجرانہ مباحث میں الجھ جانے والے حاملان دین وملت، روز محشر کس منہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے طلب گار ہوں گے؟ اپنے نام کے ساتھ قطب الاقطاب، ولی کامل، امین علم لدنی، واقف رموز حقیقت، ماہر علوم شریعت، قطب ربانی، صوفی باصفا، عاشق غوث الوری، مرشد حق، رہبر شریعت، پیر طریقت، سگ مدینہ، زبدۃ العلماء، نابغہ عصر، مفکر اسلام، حضور قبلہ، حضرت علامہ، عظیم عاشق رسول اور فخر اہل سنت ایسے ہیوی ویٹ، من گھڑت اور سقہ شدہ القابات استعمال کر کے سادہ لوح مخلوق کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے آخر کس طرح شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے؟ غرور، گھمنڈ، اور ڈھٹائی کی کوئی حد ہوتی ہے؟ مرنے سے پہلے انہیں ایک بار ضرور سوچ لینا چاہئے کہ آخر وہ کس کو دھوکہ دے رہے ہیں اور کب تک؟ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا تھا:

دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامان موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

ہمارے ہاں کسی کا بیٹا، بھائی یا قریبی عزیز فوت ہو جائے تو رسم دنیا نبھانے کے لئے لواحقین سے تعزیت کی جاتی ہے لیکن ان غازیوں او رمجاہدوں کی قید وشہادت پر لوگوں نے ان کے لواحقین کو مبارک بادیں پیش کیں اور خود شہیدوں کی عفت مآب ماؤں نے فرط مسرت سے مٹھائیاں تقسیم کیں۔ یہ لائق رشک کردار پوری ملت اسلامیہ کے لئے باعث صد فخر وناز ہے۔

اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کی خاطر ان شہیدان ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے اسلام کی عظمت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اپنے مقدس لہو سے چمن اسلام کی آبیاری کرنے والے یہ وہ خوش قسمت ہیں جن پر روح فطرت ناز کرتی ہے۔ یہ روشن کردار ہماری تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ ان شہیدوں کی زندہ قبریں اہل عالم کے لئے آج بھی چشمہ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے مقدر کے درخشاں ستارے ہیں، ان کی رفعت پر پوری ملت اسلامیہ رشک کرتی ہے۔ فردوس بریں بازو پھیلائے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان محبوبوں کی منتظر ہے۔ حور وغلمان ایسے ہی قدسیوں کی راہ تکتے ہیں۔ فرشتے جبریل امین علیہ السلام کی قیادت میں اپنے ہاتھوں میں تاج عظمت لئے انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی ہو جانے اور اس کے محبوب کی آبرو پر فدا ہو جانے والے ان خوش بختوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔

شوق شہادت کی یہ تکمیل آج بھی جاری و ساری ہے۔ کاتب وقت نے ہر کوچہ وبازار کی پیشانی پہ یہ تحریر جمیل رقم کر دی ہے:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

☆☆............☆............☆☆

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
آسمانوں کی زینت ستارے، خواتین کی زینت زیورات
SJ
ستارا جیولرز
Phone: 745080
ایڈریس: صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
ایڈریس: شاپ نمبر: N - 91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی

نثار احمد خاں فتحی

کذاب یمامہ سے کذاب قادیان تک

حارث کذاب دمشقی

شیطان کا معمول ہے کہ وہ طرح طرح کی نورانی شکلیں اختیار کر کے بے مرشد ریاضت کشوں کے پاس آتا ہے اور طرح طرح کے سبز باغ دکھا کے کسی سے کہتا ہے کہ تو ہی مہدی موعود ہے کسی کے کان میں یہ پھونکتا ہے کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے، کسی کو حلال وحرام کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے، کسی کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ تو اللہ کا نبی ہے اور وہ بدنصیب عابد اس پر یقین بھی کر لیتا ہے اور شیطان کی اس نورانی شکل اور آواز کو سمجھتا ہے کہ خود خداوند قدوس کا جمال دیکھ رہا ہے اور اسی سے ہمکلام ہے اور اس نے اس کو نبوت یا مہدویت کا منصب جلیل عطا کیا ہے۔

بڑے بڑے اولیائے کرام شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اور ابو محمد خفافؒ جیسے بزرگوں پر بھی شیطان نے ایسا ہی شعبدہ دکھایا تھا مگر وہ لوگ گمراہ ہونے سے محفوظ رہے کیونکہ ان کا مجاہدہ اور ریاضت اپنے مرشد کے سائے میں طے ہوا تھا، لیکن جو بے مرشد عابد و زاہد ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں وہ اکثر اس شیطانی اغوا کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے حارث دمشقی اور ہمارے زمانے میں غلام احمد قادیانی۔

حارث کے شعبدے (استدراج)

جو شخص بھوکا رہے، کم سوئے، کم بولے اور نفس کشی اختیار کر لے اس سے بعض دفعہ ایسے افعال صادر ہو جاتے ہیں جو دوسروں سے نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ اگر اہل اللہ میں سے ہوں تو ان کے ایسے فعل کو کرامت کہتے ہیں اور اگر اہل کفر یا گمراہ بدعتی لوگ ہوں تو ان کے ایسے فعل کو استدراج کہتے ہیں۔ یہ تصرفات محض ریاضت اور نفس کشی کا ثمرہ ہوتے ہیں تعلق باللہ اور قرب حق سے ان کو کوئی واسطہ نہیں الا یہ کہ کسی متبع شریعت بزرگ سے ایسے افعال صادر ہوں۔ چنانچہ حارث اپنی ریاضت و مجاہدات اور نفس کشی کی بدولت ایسے تصرفات کرتا تھا، مثلاً کہتا کہ آؤ میں تمہیں دمشق سے فرشتوں کو جاتے ہوئے دکھاؤں، چنانچہ حاضرین محسوس کرتے کہ نہایت حسین و جمیل فرشتے بصورت انسان گھوڑوں پر سوار جا رہے ہیں۔ موسم سرما میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں جاڑوں کے پھل لوگوں کو کھلاتا۔

حارث کا بیت المقدس کو فرار:

جب حارث کے استدراج اور شعبدوں نے شہرت اختیار کر لی اور خلق خدا زیادہ گمراہ ہونے لگی ایک دمشقی رئیس قاسم بن بخیرہ اس کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم کس چیز کے دعویدار ہو اور کیا چاہتے ہو۔ حارث بولا میں اللہ کا نبی ہوں قاسم بن بخیرہ اس کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم کس چیز کے دعویدار ہو اور کیا چاہتے ہو۔ حارث بولا میں اللہ کا نبی ہوں قاسم نے کہا اے دشمن خدا تو بالکل جھوٹا ہے۔ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ قاسم وہاں سے اٹھ کر سیدھا خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان کے پاس گیا اور ملاقات کر کے حارث کے دعوائے نبوت اور لوگوں کی بد اعتقادی کا تذکرہ کیا۔

عبدالمالک نے حکم دیا کہ حارث کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا جائے لیکن جب پولیس پہنچی تو وہ بیت المقدس فرار ہو چکا تھا۔ حارث نے وہاں باقاعدہ اپنی نبوت کی دکان کھولی اور لوگوں کو گمراہ کرنے لگا۔

بصرہ کے ایک سمجھدار شخص نے حارث سے ملاقات کی اور بعد دیر تک اس سے تبادلہ خیالات کیا، جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور خلق خدا کو گمراہ کر رہا ہے۔ یہ شخص بہت عرصہ تک حارث کے ساتھ رہا اور جب اس کا اعتماد حاصل کر لیا تو حارث سے یہ کہہ کر میں اب اپنے وطن بصرہ جا رہا ہوں اور وہاں آپ کی نبوت کی طرف لوگوں کو دعوت دوں گا سیدھا خلیفہ عبدالملک بن مروان کی خدمت میں پہنچا اور حارث کی شرانگیزیوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اگر کچھ آدمی میرے ساتھ کر دیں تو حارث کو میں خود گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ خلیفہ نے چالیس سپاہی اس کے ساتھ کر دیئے۔

بصری رات کے وقت حارث کی قیام گاہ پر پہنچا اپنے ساتھیوں کو قریب ہی کہیں چھپا دیا اور کہا جب آواز دوں تو سب اندر آ جانا۔

بصری چونکہ حارث کا معتقد تھا، اس لئے کسی نے نہیں روکا، اندر جاتے ہی ساتھیوں کو آواز دی اور اس طرح حارث کو پابہ زنجیر کر کے دمشق کے لئے روانہ ہوئے، راستے میں دوسری مرتبہ حارث نے اپنا شعبدہ دکھایا اور زنجیر ہاتھ سے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی ایسا دو مرتبہ ہوا مگر بصری بالکل متاثر نہیں ہوا اور اس کو لے جا کر خلیفہ عبدالمالک کے سامنے پیش کر دیا۔

حارث کا قتل، خود ساختہ نبوت کا اختتام:

خلیفہ نے حارث سے پوچھا کیا واقعی تم نبی ہو؟ حارث بولا بے شک، لیکن یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ جو کچھ میں کہتا ہوں، وحی الٰہی کے مطابق کہتا ہوں۔ خلیفہ نے ایک قوی ہیکل محافظ کو اشارہ کیا کہ اس کو نیزہ مار کے ہلاک کر دے۔ اس نے ایک نیزہ مارا لیکن حارث پر کوئی اثر نہیں ہوا حارث کے مریدوں نے کہا کہ اللہ کے نبیوں کے اجسام پر ہتھیار اثر نہیں کرتے۔ عبدالمالک نے محافظ سے کہا شاید تو نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ نہیں مارا۔ محافظ نے بسم اللہ پڑھ کر دوبارہ نیزہ مارا جو حارث کے جسم کے پار ہو گیا وہ بری طرح چیخ مار کر گر پڑا اور گرتے ہی ہلاک ہو گیا اور اس طرح خانہ ساز نبی اور اس کی نبوت اپنے انجام کو پہنچی۔

حارث کے بدن سے زنجیر ٹوٹ کر گرنے کے متعلق علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان میں لکھا ہے کہ حارث کی ہتھکڑیاں اتارنے والا اس کا کوئی موکل یا شیطان تھا اور اس نے فرشتوں کو جو گھوڑوں پر سوار دکھایا تھا وہ فرشتے نہیں جنات تھے۔

☆☆............☆☆

تحریر: پروفیسر منور احمد ملک، جہلم

میں نے قادیانیت کیوں چھوڑی؟

قادیانیوں کے لئے! جسے مسلمان بھی پڑھ سکتے ہیں

پروفیسر منور احمد ملک ۴۰ برسوں تک قادیانی رہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور اب وہ قادیانیت کے چھپے گوشوں کو بے نقاب کرنے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں تا کہ ایک عام قادیانی کو ''وہ سب کچھ'' معلوم ہو سکے جو دانستہ طور پر اس سے چھپایا جاتا ہے۔

احباب جماعت! چند باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں، چند ایسی باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو نہ صرف سوچنے کی ہیں بلکہ اس بارے میں تحقیق کرنے والی بھی ہیں، میں خود کیونکہ اس جماعت میں ۴۰ سال گزار چکا ہوں۔ اس لئے نہ تو آپ نے ان باتوں سے انکار کرنا ہے کیونکہ میں خود ایک ''مخلص قادیانی'' کی طرح جماعتی مبلغ کی طرح تبلیغ کا کام بھی کرتا رہا ہوں اور ایک ادنیٰ کارکن کی طرح ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتا رہا ہوں۔ آخر میں نائب امیر جماعت قادیانیہ ضلع جہلم کے عہدہ پر رہا ہوں اور جماعت کے اعلیٰ افسران سے ''واہ'' اور ''راہ'' پڑنے کے بعد تحقیق اور غور و فکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جماعت سے علیحدہ ہو کر اسلام قبول کر چکا ہوں۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ جماعت میں ایسا نہیں ہے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب رہوں گا کہ یا تو آپ کو جماعت کا صحیح طور پر علم نہیں ہے یا پھر آپ وظیفہ خور ''مربی'' ہیں۔

احباب جماعت! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہر قادیانی بچے کے ذہن میں بچپن سے یہ ڈالا جاتا ہے کہ قادیانیت اصل اسلام ہے۔ اس آخری زمانہ کے لئے اسلام کی مکمل فتح اور غلبے کے لئے خدا نے قادیانیت کے ذمہ کام لگایا ہے، باقی مسلمانوں کا اسلام نہ صرف فرسودہ ہو چکا ہے بلکہ اس میں ''تحریف'' بھی ہو چکی ہے، اسلام کے آغاز سے جو اسلام کی اصل صورت تھی، قادیانیت اس اسلام کو پیش کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

احباب جماعت! اسلام کے بنیادی ارکان جن کو جماعت کا ہر فرد مانتا ہے، ان کی تعداد پانچ ہے، کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ایک بنیادی رکن کی حیثیت رکھتا ہے ان میں سے کسی ایک پر عمل نہ کرنا اسلام کی بنیادی شرائط کو پورا نہ کرنے کے برابر ہے۔

احباب جماعت! جماعت میں چندوں پر بڑا زور ہے، چندہ عام وہ بنیادی چندہ ہے جو ہر ملازم پیشہ پر لاگو ہے (بلکہ اب یہ بے روزگاروں پر بھی لاگو ہو چکا ہے) اس کی ادائیگی فرض ہے۔ ہر ملازم کی تنخواہ کا ۶.۲۵ فیصد بطور چندہ عام ادا کرنا فرض ہے۔ اس کے لئے سارا سال توجہ دلائی جاتی ہے۔ سال میں دو تین بار مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں اور اس چندہ کی سو فیصد وصولی یقینی بناتے ہیں، اس کی وصولی کے لئے کئی ''مذہبی لالچ'' دیئے جاتے ہیں کہ سو فیصد ادائیگی والے افراد جماعت کا نام دعا کے لئے ''حضور'' کو بھیجا جائے گا، اور فلاں وقت ان جماعتوں کا نام بھی بتایا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ مالی سال کے اختتام سے قبل جماعت کے سربراہ اس چندہ کی اہمیت اور وصولی کی طرف توجہ دلانے کے لئے کئی خطبات دیتے ہیں، اور سال کے اختتام پر پوری طرح اس چندہ کی تفصیل بتائی جاتی ہے وعدہ وصولی اور آئندہ کے بجٹ کے بارے میں تفصیلات بتائی جاتی ہیں۔

ہر فرد پر خواہ وہ کمانے والا ہے یا بے روزگار، ان پر چندہ ''تحریک جدید'' لازم ہے۔ پہلے یہ نفلی تھا اب آہستہ آہستہ فرض بن گیا ہے۔ تحریک جدید کی سو فیصد وصولی کے لئے علیحدہ طور پر مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں، علیحدہ طور پر سربراہ کے خطبات آتے ہیں اور جماعت کی پوری مشنری یہ چندہ وصول کرنے پر لگ جاتی ہے۔ چندہ ''جلسہ سالانہ'' بھی ایک لازمی چندہ ہے جو ماہوار تنخواہ کا ۱۰ فیصد بطور سالانہ لیا جاتا ہے۔ اس کی وصولی کے لئے بھی سربراہ کے خطبات مخصوص ہوتے ہیں۔ ''وقف جدید'' ایک نفلی چندہ کے طور پر سامنے آیا مگر اب وہ بھی لازمی چندہ کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ درج بالا چاروں چندوں کے انسپکٹرز سال میں دو تین بار مرکز سے آ کر چندہ وصولی یقینی بناتے ہیں، جن کے ذمہ بقایا ہو ان کے گھروں تک بھی پہنچ کر وصولی کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی چندے ہیں:

مثلاً نوجوانوں پر (خدام القادیانیہ پر) چندہ مجلس، چندہ تعمیر ہال، چندہ اجتماع، بزرگوں پر (انصار اللہ) چندہ بوسنیا، افریقہ، وغیرہ وغیرہ۔ چندہ صد سالہ جوبلی ۱۶ سال تک جاری رہا ہے۔

ایک قادیانی جس کی تنخواہ ۳ ہزار روپے ماہوار ہے اسے ان چندوں کی مد میں کم از کم ۳۰۰ روپے ماہوار دینا پڑتا ہے، جبکہ اس کی بیوی بچوں اور اگر والدین ساتھ ہوں تو ان کے بھی چندے اسی کی تنخواہ سے نکلیں گے۔ اس طرح اسے ۳۰۰ سے ۵۰۰ روپے ماہوار تک لازماً دینا پڑے گا۔ اگر نہیں دے گا تو بقایا کے طور پر جمع ہو جائے گا۔ اس طرح سال کے آخر پر اس کے ذمہ تین سے چار ہزار روپے بقایا ہو چکا ہوگا۔ اس طرح اگر کسی کی تنخواہ دس ہزار روپے ماہوار ہو تو اسے سالانہ ۱۲ ہزار

روپے سے زیادہ دینا پڑے گا۔

ان چندوں کے علاوہ ایک اور نظام بھی رائج ہے وہ اس طرح کہ اگر کوئی چاہے کہ اسے مرنے کے بعد ''ربوہ'' میں خاص قبرستان ''بہشتی مقبرہ'' میں دفن کیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ چندہ عام ۶.۲۵ فیصد کی بجائے ۱۰ فیصد کے حساب سے چندہ دے گا اور اپنی جائیداد کا ۱۰ فیصد صدر انجمن احمدیہ (جماعت قادیانیہ) کے نام کردے گا اور آئندہ جتنی بھی آمدنی ہوگی اس کا ۱۰ فیصد حصہ مرکز کو دیتا رہے گا۔ یہ شرائط اس دن سے لاگو ہوں گے جس دن سے وہ وصیت کرے گا اب ایک آدمی فوت ہوگیا اس کی لاش چناب نگر (ربوہ) پہنچ چکی ہے مگر اس کی جائیداد کا ۱۰ فیصد ابھی نام نہیں لگایا اس کے ذمہ چندہ کا بقایا ہے لہذا اس کی تدفین روک دی جائے گی، جب تک اس کے ورثا ان تمام حساب بیباک نہیں کردیتے تدفین نہیں ہوسکتی۔

اگر ایک قادیانی درج بالا چندوں کی ادائیگی سے انکار کردے تو وہ قادیانی رہ نہیں سکتا۔ اگر وہ چندہ نہیں دیتا یا ادائیگی میں دیر کردیتا ہے تو وہ چندہ اس کے نام بطور بقایا جمع ہوجائے گا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لواحقین سے وصول کیا جائے گا۔ جس کے ذمہ بقایا ہوجائے اس کا نام تشہیر کیا جائے گا وہ جماعت میں ''دانغدار'' سمجھا جائے گا اور ایک دم کٹے جانور کی طرح سب کی توجہ کا مرکز بنایا جائے گا۔

احباب جماعت! اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ چندوں کی ادائیگی کے بارے میں قادیانی جماعت کتنی تیز ہے اور کس طرح ایک منظم نیٹ ورک اس میں مصروف ہے، مگر کیا۔

آپ نے کبھی مرکز سے زکوۃ کا انسپکٹر بھی آتے دیکھا ہے؟ کبھی آپ سے زکوۃ (جو ایک لازمی اسلامی مد ہے) وصول کرنے کی کوشش کی گئی ہے؟ کبھی آپ کے بقایا میں زکوۃ بھی شامل کی گئی ہے؟ کبھی ''حضور'' (مرزا طاہر) کی طرف سے زکوۃ پہ لیکچر یا خطبہ سنا ہے؟ کبھی مرکزی سطح پر زکوۃ کی وصولی کی طرف توجہ دلانے کی کوئی کوشش آپ کے سامنے آئی؟ یقیناً نہیں! آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ کیا یہ بات قابل غور نہیں کہ اسلام کا بنیادی ستون نہ صرف چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ مذہب سے خارج تصور کیا جاتا ہے، کیا اس ستون کے بغیر اسلام قائم رہ سکتا ہے؟ میری مراد ہے کیا قادیانیت کا اسلام سے واسطہ رہ سکتا ہے؟

احباب جماعت! آپ نے ''خلیفہ وقت'' (مرزا طاہر) کی زبان سے متعدد بار جلسہ سالانہ کی برکات، جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے نیک خواہشات اور دعاؤں کے متعلق کئی خطبے سنے ہوں گے، جماعت کے اعلیٰ عہدیداروں کی طرف سے بار بار جلسہ سالانہ کے پروگرام اور ان میں شمولیت کی طرف توجہ دلانے والے لیکچرز اور خطبات سنے ہوں گے۔ ''الفضل، خالد، تشحیذ الاذہان، مصباح، اور انصار اللہ'' جیسے جماعتی جرائد و رسائل میں جلسہ سالانہ ربوہ، لندن کی تمام تفصیلات پڑھنے کو ملتی رہتی ہیں۔ ان تمام کوششوں سے ایک نوجوان جو بچپن سے یہ سنتا آرہا ہے اور اب ۲۵/۳۰ سال کا ہوچکا ہے، اسے جلسہ کے ہر پہلو کے بارے میں اتنی زیادہ عقیدت پیدا ہوچکی ہے جس کا تصور کوئی غیر قادیانی کر ہی نہیں سکتا۔

مگر کیا آپ نے کبھی ''خلیفہ وقت'' کی زبان سے حج کے بارے میں کوئی خطبہ سنا ہے؟ کبھی ''حضور'' نے احباب جماعت کو مناسک حج کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں؟ کسی اعلیٰ جماعتی عہدیدار سے کبھی حج پر لیکچر سنا ہے؟ آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک اہم اسلامی بنیادی رکن کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ اس کے مقابل پر مرزا بشیر الدین محمود احمد (دوسرے خلیفہ) نے کتنے حج کئے، ۵۱ سال قادیانیوں کی امامت میں تو انہیں ۳۰ سے زائد حج تو کرنے چاہئے تھے مگر آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے غالباً ایک کیا، کتنے حج کئے؟ ان کو تو مذہب سے خاصا لگاؤ تھا، انہوں نے ہی قادیانیوں کو بتایا کہ غیر قادیانی نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر ہیں، اور ان کی ایسی ہی ''زم و نازک'' تحریرات نے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوا کر یہاں تک پہنچایا۔

پھر قادیانی پابندی کی وجہ سے حج تو نہیں کرتے مگر ہزاروں روپے لگا کر انگلینڈ میں جلسہ میں شمولیت کے لئے جاتے ہیں۔ ایک سرکاری ملازم بغیر سرکاری اجازت سے ملک سے باہر نہیں جاسکتا مگر قادیانی سرکاری ملازم جعلی پاسپورٹوں اور خفیہ اور غلط معلومات فراہم کرکے بیرون ملک جلسہ میں شمولیت کے لئے جاتے ہیں۔ حتی کہ ہندوستان میں قادیان کے جلسہ پر بھی جاتے ہیں، اس جلسہ کے لئے کسی پابندی کی پرواہ نہیں کرتے گویا وہ اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ حج کے مقابل پر جلسہ کی اہمیت زیادہ ہے۔

احباب جماعت! اگر آپ ابھی تک اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کے پانچ بنیادی ارکان پر ایمان رکھنا ضروری سمجھتے ہیں تو پھر جماعت کے دو ارکان اسلام (حج، زکوۃ) سے بکلی انحراف آپ کو کس طرف لے جارہا ہے؟ اور آپ کیسے اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟

احباب جماعت! اب ایک اور اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں، جب کسی مقامی جماعت میں صدر جماعت/امیر مقامی کے انتخاب کا وقت آتا ہے تو انتخاب کے وقت ایسے افراد کو باہر نکال دیا جاتا ہے، جن کے ذمہ چھ ماہ یا اس سے زائد ماہ کا چندہ بقایا ہو، خواہ وہ آدمی کتنا ہی نیک، متقی، پرہیزگار، شریف اور پنجگانہ نمازی پابند ہو اسے لازمی طور پر نکال دیا جائے گا۔ ایسا آدمی نہ ووٹ دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عہدیدار بن سکتا ہے، اب ووٹ دینے والے افراد میں ایسے بھی شامل ہوں گے جو نہ تو نماز کے پابند ہیں، نہ متقی ہیں، نہ ہی کبھی وہ جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں بلکہ مذہب سے ہی دور ہیں۔ بس الیکشن سے چند لمحے قبل اس نے پیسے دے دیئے ہیں، اب ان کو جماعت کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ امیر جماعت اور دیگر جماعتی عہدیداروں (ممبران مجلس عاملہ) کا انتخاب کریں، نہ صرف یہ بلکہ وہ آدمی پورا حق رکھتا ہے بلکہ اہل ہے کہ اسے بے شک جماعت

کا عہدیدار چن لیا جائے، یہاں تک کہ اسے امیر جماعت بھی بنایا جاسکتا ہے۔

احباب جماعت! ذرا غور فرمائیں کہ جماعتی عہدیدار یا ووٹر کی اہلیت صرف اور صرف چندہ یعنی پیسہ ہے جو پیسہ دے گا، وہ متقی تصور ہوگا اور جو پیسہ نہیں دے گا وہ رد کردیا جائے گا۔ کیا یہی قابل مذمت کردار یا اصول ہمارے سرکاری کرپٹ اداروں یا افراد میں رائج نہیں؟ جس نے اس ملک پاک کے ماحول کو مکدر کر رکھا ہے کہ جس نے پیسہ لگایا وہ ''معزز'' اور سب سے آگے اور جو پیسہ نہ لگا سکے وہ قابل نفرت، جماعت قادیانیہ کا تو یہ دعویٰ ہے کہ وہ ایک خالصتاً مذہبی جماعت ہے، کہاں گیا مذہب؟

اب ذرا طریقہ انتخاب بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو ''اہل افراد'' ووٹ دینے بیٹھے ہیں وہ سب کے سب یا کچھ، کسی وقت بھی عہدیدار بن سکتے ہیں، کیونکہ انتخاب کے آغاز پر ایک آدمی اٹھ کر کسی بھی فرد کا نام کسی عہدے کے لئے پیش کرے گا، نامزد کردہ فرد کو معلوم بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی اپنی رائے اس میں شامل ہوگی بلکہ وہ اگر انکار بھی کردے تو بھی وہ نامزد ہی رہے گا، پھر ایک اور آدمی اس نام کی تائید کرے گا اس طرح کسی دوسرے شخص کا نام اس عہدے کے لئے پیش ہوگا، جس کے لئے پہلے ایک نامزد ہوچکا ہوگا، کوئی دوسرا شخص دوسرے نام کی تائید کرے گا اور یوں دو نام مدمقابل سمجھے جائیں گے، ایک کھلے عام ووٹنگ ہوگی، لوگوں سے کہا جائے گا کہ جو پہلے کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں، اگر تو پہلا آدمی اثر ورسوخ والا ہے تو سب ہی ووٹ اس کو ملیں گے اور اگر دوسرا شخص اثر ورسوخ والا ہے تو اس کے لئے ووٹ محفوظ رکھیں گے۔ خفیہ رائے شماری کا تصور ہی نہیں ہے، سیدھی سی بات ہے کہ تمام دیہاتی مجالس میں انتخاب کے وقت صرف ڈانگ مار، جاگیردار، وڈیرے اور پھنڈے باز کو ہی ووٹ ملیں گے، بلکہ ملتے ہیں، کیونکہ ایسے افراد کے رشتہ دار اور زیر اثر افراد بھی زیادہ ہوتے ہیں اور پھر دوسرے لوگ ان کے سامنے مخالف کو ووٹ دینے سے گھبراتے ہیں، اس لئے جن مجالس میں ایک دفعہ ایسا آدمی صدر جماعت/امیر جماعت بن جاتا ہے تو وہ مرتے دم تک اس عہدے پر قائم رہتا ہے، کیونکہ تین سال کے لئے بننے والا امیر جماعت تین سال میں اپنی پوزیشن مضبوط کرلیتا ہے، اس کے بعد اس کے علیحدہ ہونے کا چانس ختم ہوجاتا ہے پھر انتخاب کا طریقہ کار بھی ایسا ہے کہ کوئی آدمی کسی کے خلاف بات نہیں کرسکتا، کوئی ریمارکس نہیں دے سکتا اور نہ ہی اپنے بارے میں رائے ہموار کرسکتا ہے، اب ایک بدنام اور کرپٹ آدمی صدر جماعت بن گیا تو وہ اسی عہدے پر قائم رہے گا، اسے علیحدہ کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ جماعت اسے علیحدہ نہیں کرسکتی کیونکہ وہ کہتی ہے: ''جنہوں نے ووٹ دے کر اسے بنایا ہے وہی اسے اتاریں''۔ اب کون اس کے سامنے کسی اور کو ووٹ دے کر اپنے لئے دشمنی مول لے؟

یہ اسی فرسودہ اور ناقابل فہم وعمل نظام کا نتیجہ ہے کہ کئی جماعتوں کے امیر سال ہا سال سے چلے آرہے ہیں، کسی شہر یا ضلع کا امیر جماعت ۲۰ سال سے ہے، تو کسی کا تیس سال سے بلکہ ایک کا سینتالیس سال سے ہے۔ یہ تمام امراً تامرگ اس عہدے پر رہتے ہیں اور اپنے تاحیات اقتدار کی وجہ سے وہ تمام قسم کے اصولوں، ضابطوں، قواعد اور مصلحتوں سے بری ہوتے ہیں، وہ فری اسٹائل حکومت کرتے ہیں اور ایک آئیڈیل قسم کی آمریت کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں۔ افراد کی درج بالا ''خصوصیات'' کی وجہ سے قادیانی جماعت کو چھوڑتے چلے جارہے ہیں، یہ سلسلہ جاری ہے اور دن بدن تیز ہوتا جارہا ہے، جماعت سے علیحدہ ہونے والے افراد کی اکثریت تعلیم یافتہ اور جماعت کی فرسودہ روایات اور امراً کی زیادتیوں سے بیزار ہوتی ہے۔

احباب جماعت! ایک بار پھر ذرا طریقہ انتخاب پر واپس آئیں کہ ایک غیر متقی، غیر صالح فرد کو آپ نے امیر جماعت بنادیا، جیسے تفصیل سے عرض کیا ہے کہ ایک وڈیرے، جاگیردار، ڈانگ مار، پھنڈے باز کو امیر جماعت بنادیا گیا، اب پورے پاکستان کے یہ امراً پہلے اپنے اپنے ضلعوں کے امیر جماعت بنائیں اور پھر وہ پورے پاکستان یا پوری جماعت کا امیر یعنی ''خلیفہ'' کا انتخاب کریں گے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں زہریلے دودھ سے کتنا ''پیارا مکھن'' حاصل ہورہا ہے؟ شاید یہ بھی جماعت کا ''معجزہ'' ہے۔ ان غیر مذہبی اور غیر متقی افراد کا لیڈر کس طرح اور کس حد تک متقی ہوسکتا ہے؟ اب ''مخلص قادیانی'' فوراً کہہ دیں گے کہ امراً کا عہدہ تو انتظامی ہے یا ''خلیفہ'' تو انتظامی عہدہ ہے۔

اب اس پہلو کا جائزہ بھی لیتے ہیں۔ ایک وڈیرے کو آپ نے امیر جماعت بنادیا، اس کی جماعت میں مرکز کی طرف سے ایک مربی بھی موجود ہے، مربی سات سال تک مذہبی دینی تعلیم حاصل کرکے مرکز کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، مگر جماعت کے قواعد وضوابط کے مطابق جمعہ کے خطبے کا پہلا حق امیر جماعت کا ہے اگر وہ مربی کو حکم دے تو پھر مربی خطبہ دے گا۔ اب جمعہ کا خطبہ تو خالصتاً ایک مذہبی، دینی فریضہ ہے اس میں امیر جماعت کا کیا کام؟ کیونکہ امیر جماعت کے لئے تو کسی مذہبی تعلیم کی پابندی نہیں اور نہ ہی دنیاوی تعلیم کا ہونا ضروری ہے، ہوسکتا ہے وہ بالکل ان پڑھ ہو مگر جماعتی قواعد کے مطابق خطبے کا پہلا حق امیر جماعت کا ہے۔

اسی طرح امراً جماعت کے انچارج یعنی ''خلیفہ'' کی حیثیت جماعت میں صرف انتظامی نہیں بلکہ وہ کل ہیں، ہر معاملہ میں خواہ دینی ہو، انتظامی ہو، پالیسی ہو یا معاملہ کی کچھ نوعیت بھی ہو ''خلیفہ'' کی حیثیت سب سے اعلیٰ ہے۔ آخری فیصلہ اس کا ہے وہ کسی کے پابند نہیں اور نہ ہی کسی کے آگے جواب دہ، نہ ہی اس کا کوئی فیصلہ کسی جگہ چیلنج ہوسکتا ہے، ہر قسم کا انتظامی فیصلہ اور ہر قسم کا مذہبی فتویٰ اس کی طرف سے ہوگا۔ یہ عجیب وغریب قواعد وضوابط قول وفعل قادیانی احباب کو عقیدت کی چادر کے نیچے مسحور رکھتے ہیں۔

احباب جماعت! اب ذرا مذکورہ بالا امیر

جماعت کی ''طاقت'' ملاحظہ فرمائیں، اگر ایک قادیانی امیر جماعت کے رویہ، ریمارکس، کردار یا کسی مذہبی یا جماعتی بات پر امیر جماعت سے اختلاف رکھتا ہے تو امیر جماعت اس کے خلاف شکایت افسران بالا کو کردے گا، ایک امیر جماعت کا مؤقف جتنا مرضی کمزور ہو یا اس کا رویہ جتنا مرضی قابل اعتراض ہو اور جس کے خلاف شکایت کی جارہی ہے وہ جتنا مرضی ٹھیک ہو، بات امیر جماعت کی سنی جائے گی، امیر جماعت کی شکایت پر کیا کارروائی ہوگی اس کی بات پھر سہی، اس وقت اس قادیانی کے مستقبل کے بارے میں ذرا پڑھئے:

اس مخلص قادیانی سے کیونکہ امیر جماعت ناراض ہے۔ لہذا اس سے ''خلیفہ وقت'' بھی ناراض ہوں گے، کیونکہ امیر جماعت خلیفہ کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے، لہذا خلیفہ کا ناراض ہونا لازمی امر ہے، اور جس سے خلیفہ ناراض ہے۔ قادیانی عقیدت وعقائد کے مطابق خدا تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہے، اب جس سے خدا ناراض ہے اس کے مستقبل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اب اگر امیر جماعت اس مخلص قادیانی سے راضی ہوگا تو خدا راضی ہوگا، گویا خدا تعالیٰ اس جماعت کے امیر کی مرضی کا پابند ہے اگر وہ اجازت دے گا تو خدا تعالیٰ اس آدمی سے راضی ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔ (نعوذ باللہ)

درج بالا صورت بالکل اسی طرح جماعت میں رائج ہے، اب صورت حال یہ بنی کہ خدا تعالیٰ ہر گاؤں کی قادیانیت جماعت کے وڈیرے، ڈانگ مار اور پھڈے باز شخص کی مرضی کا پابند ہوگا، جس کے بارے میں وہ کہے گا کہ: اسے بخش دو، خدا اس کو بخش دے گا اور جس کے بارے میں دوزخ ریکمنڈ کرے گا خدا اسے دوزخ میں بھیجنے کا پابند ہے۔ (نعوذ باللہ)

درج بالا حقائق کو قادیانی تسلیم کریں گے مگر اظہار نہیں کرسکیں گے کیونکہ ''آزادی ضمیر'' کا جو نمونہ قادیانی جماعت میں ہے وہ کسی اور جگہ نہیں۔

☆☆............☆☆

ناموس رسالت پہ جان نثار کریں گے

ناموس رسالتؐ پہ جان نثار کریں گے
سو بار گر جیون ہو تو سوبار کریں گے

ہے ختم نبوت تو اپنا دین اور ایمان
ورد ختم نبوت کا بہ تکرار کریں گے

کذاب ہے مرزا نبوت کا مدعی
کاذب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

مرزا تو ہے ایک میڈ ان انگلینڈ پیمبر
انکار اس ٹوڈی کا سو بار کریں گے

شیطان ہے شیطان نبی ہو نہیں سکتا
مرزا کی نبوت کا نہ اقرار کریں گے

دجال ہے مرزا، یوسف بھی ہے کذاب
ہم کذاب کا انکار بار بار کریں گے

ہوتی ہے گرچہ چیں بہ جبیں امت مرزا
حق بات کا ہم برملا اظہار کریں گے

کس منہ سے بھلا کہتا ہے ملعون نبی ہوں
دجال تیرا دجل ہم آشکار کریں گے

خود کاشتہ پودا تھا فرنگی کا وہ اختر
تکفیر اس لعین کی سردار کریں گے

(عبدالحلیم اخترؔ اچھڑیاں مانسہرہ)

تحریر: مولانا ابوالکلام آزاد

ایک عظیم انقلاب

رات لیلۃ القدر بنی ہوئی تھی اور "خیر من الف شھر" کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ موکلان شب قدر نے "من کل امر سلام" کی سیجیں بچھادیں۔ ملائیکان ملاء الاعلیٰ نے "تنزل الملئکۃ والروح فیھا" کی شہنائیاں شام سے بجانی شروع کردیں۔ حوریں "باذن ربھم" کے پروانے ہاتھوں میں لے کر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں اور "ھی حتی مطلع الفجر" کی معیادی اجازت نے فرشتگان مغرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دے دی۔ تارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہوگئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو اپنی نورانی چادر سیمیں سے ڈھک دیا۔ آسمان کی گھومنے والی قوسین آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئیں۔ بروج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں۔ ہوا جنبش سے، افلاک گردش سے، زمین چکر سے، دریا بہنے سے، رک گئے اور کارخانہ قدرت کسی مقدس مہمان کا خیر مقدم کرنے کے لئے رات کے بعد اور صبح سے پہلے بالکل خاموش ہوگیا۔ انتظام و اہتمام کی تکان نے چاند کی آنکھوں کو جھپکادیا، نسیم سحری کی آنکھیں جوش خواب سے بند ہونے لگیں۔ پھولوں میں نکہت، کلیوں میں خوشبو، کونپلوں میں بو محو خواب ہوگئی۔ درختوں کے مشام خوشبوئے قدس سے ایسے مہکے کہ پتا پتا مخمور ہوکر سربسجود ہوگیا۔ ناقوس نے مندروں میں بتوں کے سامنے، سر جھکانے کے بہانے آنکھ جھپکائی، برہمن سجدے کے حیلے سر بہ زمین ہوگیا۔ غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ ایک منٹ کے لئے غیر متحرک ہوگیا، جس کے لئے یہ سب انتظامات تھے۔ فرشتوں کے پرے خوشبوں سے بھرے آسمانوں سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک بیدار انقلاب پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ ملہم غیب نے منادی کی کہ افضل البشر، خاتم الانبیاء، شہ دوسراپردۂ لاہوت سے عالم ناسوت میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا: ''میں نے شام سے اک سا انتظار کیا ہے، اس گوہر رسالت کو میرے دامن میں ڈال دیا جائے۔'' دن نے کہا: ''میرا رتبہ رات سے بلند ہے، مجھے کیوں محروم رکھا جائے۔'' دونوں کی حسرتیں قابل نوازش نظر آئیں، کچھ حصہ دن کا لیا، کچھ رات کا، نور کے تڑکے نور علیٰ نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دست قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل بابہار رکھ دیا، جس کے ایک سرسری جلوے سے دنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور روشن ہوگئے۔ سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہوگئی۔ دنیا جو سرور جمود و کیفیت میں تھی، اک دم متحرک نظر آنے لگی۔ پھولوں نے پہلو کھول دیئے، کلیوں نے آنکھیں وا کیں، دریا بہنے لگے، ہوائیں چلنے لگیں، آتش کدوں کی آگ سرد ہوگئی، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، لات و منات، جبل و عزات کی توقیر پامال ہوگئی، قیصر وکسریٰ کے فلک بوس بروج گر کر پاش پاش ہوگئے، درختوں نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا، رات کچھ روٹھی ہوئی سی، چاند کچھ شرمایا ہوا سا، تارے نادم ومحجوب سے رخصت ہوئے اور آفتاب شان و فخر کے ساتھ مسرت و مباہات کے اجالے لئے ہوئے کرنوں کے ہار ہاتھ میں، قرص نور تھال میں، ہزاروں ناز وادا کے ساتھ افق مشرق سے نمایاں ہوا، حضرت عبداللہ کے گھر میں، آمنہ کی گود میں، عبدالمطلب کے گھرانے، ہاشم کے خاندان میں اور مکہ کے ایک مقدس مکان میں خلاصہ کائنات، فخر موجودات، محبوب خدا، امام الانبیاء، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما کے عزوجلال ہوئے۔ سبحان اللہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کتنی مقدس تھی، جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا روز کتنا مبارک تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول و اجلال فرمایا۔ "فتبارك الله احسن الخالقين"

''جس طرح جسم کی غذا اور زمین کی مادی حیات ونمو کے لئے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتیں، چمکتیں اور موسلادھار پانی برستا ہے، ٹھیک اسی طرح روح وقلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لئے ترستی ہے تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کے لئے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں، ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہئے۔ وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے، نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں، عدالت کا باغ ویران ہوجاتا ہے اور خدا کے کلمۂ حق وصدق کا شجرۂ طیبہ، دنیا کے ہر گوشہ اور ہر حصہ میں بے برگ وبار نظر آنے لگتا ہے تو اس وقت روح انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہئے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے، وہاں انسانیت ہلاک ہوجاتی ہے تو خدا کی ہدایت پھر اسے اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔

عالم انسانیت کی فضا روحانی کا ایک ایسا ہی انقلاب عظیم تھا جو چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا۔ وہ رحمت الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی، جس کے فیضان عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی وشادابی کی بشارت سنائی اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کی بدحالی کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں پر کہا تھا کہ: ''میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آؤں گا

اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال الٰہی کی نمود ہوگی۔'' سو بالآخر وہ آ گیا اور سعیر اور فاران کی چوٹیوں پر اس کے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں۔

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی، یہ شریعت ربانی کے ارتقا کا مرتبہ آخری تھا، یہ سلسلہ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا، یہ سعادت بشریٰ کا آخری پیام تھا، یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی، یہ امت مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا اور اس لئے یہ حضرت ختم المرسلین ورحمۃ للعالمین محمد بن عبداللہ کی ولادت باسعادت تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

یہی واقعہ ولادت نبوی ہے، جو دعوت اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا اور یہی ماہ ربیع الاول ہے جس میں اس امت مسلمہ کی بنیاد پڑی، جس کو تمام عالم کی ہدایت و سیادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا، یہ عرب کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش نہ تھی، یہ محض قوموں کی طاقتوں کا اعلان نہ تھا، اس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی دعوت نہ تھی۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے اور جیسا کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے، بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا۔ یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش تھی۔ یہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا۔ یہ تمام نوع انسانی کے شرف و احترام کا قیام عام تھا۔ یہ انسانوں کی بادشاہتوں، قوموں کی بڑائیوں اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں، بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالمگیر بادشاہت کے عرش جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی۔

پس یہی دن سب سے بڑا ہے کیونکہ اسی دن کے اندر دنیا کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی۔ اس کی یاد نہ تو قوموں سے وابستہ ہے اور نہ نسلوں سے، بلکہ وہ تمام کرۂ ارضی کی ایک عام اور مشترکہ عظمت ہے، جس کو وہ اس وقت تک نہیں بھلا سکتی جب تک کہ سچائی اور نیکی کی ضرورت ہے اور جب تک کہ اس کی زمین اپنی زندگی اور بقا کے لئے عدالت اور صداقت کی محتاج ہے۔''

☆☆............☆☆

مراسلہ: محمد متین خالد

تحریر: چودھری افضل حق

دعائے خلیل اور نوید مسیحا

''وجدان نے چودہ سو سال کی الٹی زقند لگا کر پہلے زمانہ کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا، دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی، کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی، عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں، نیکی، نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ راہ راست سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ دیکھو وہ چند قدم چل کر رک گئی۔ سر راہ دوزانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے، گردن جھکائے، مصروف دعا ہوئی اور نہایت عجز اور الحاح سے بولی: ''اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پرہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں؟ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر، جو ظلمت کدۂ دہر کو منور کر دے، وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقت دید بخشے، اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ یک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نو شگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القا ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں، کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں، افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پو پھٹ رہی تھی، آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

۲۰/اپریل ۵۷۱ء بمطابق ۹ ربیع الاول دوشنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نوید مسیحا مجسم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی۔ حوریں جنت میں تزئین حسن کئے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا، جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو جاننے لگیں گے، نسل اور خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی۔ غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے، شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیام مسرت کرۂ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کھل گئے، کلیاں مسکرانے لگیں، بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعل جہاں تاب پیدا ہوا، جس کے لئے قعر مذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا، غریب اور غلام کو بڑھانا عورت کو مرد کے برابر دکھانا، ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نومولود زچہ خانہ میں مسکرایا، اس کائنات ارضی کا ذکر کیا، فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدہ میں گر گیا، ادیان باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں، عبداللہ کا بیٹا، آمنہ کا جایا، دنیا میں کیا آیا، دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروف عمل ہو گئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ مثلاً عاشقان حق کو ایسا عرفان الٰہی عطا ہوا کہ ماسوی اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ عقل و اخلاق کی حد کمال نے انسانی پیکر اختیار کر لیا ہے تو دل نے دعاؤں کی پرورش کی۔ اس خیال سے کہ یہ مولود انسان کا ممدوح ہے، اس کا نام محمد ﷺ رکھا۔ انسانیت کے اس کمال کا عالم وجود میں آنا انسانوں کے لئے کس قدر باعث برکت ہوا، اس کا حال دنیا میں پھیلی ہوئی روشنی علم اور ترقی تہذیب سے پوچھو۔ مسلمان اس دن کو یاد کر کے جتنا مسرور ہو کم ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے دنیا کو مسرتوں سے بھر دیا لیکن مسلمانوں نے اس خوشگوار یاد کو دل میں تازہ رکھنے کے لئے کیا کیا؟ مولود پڑھا، نعتیں سن کر رات آنکھوں میں کاٹی لیکن جب عین نماز فجر کا وقت ہوا تو سو گئے۔ ہمارے ملک میں میلاد کی محفلوں پر اربوں روپے صرف ہوئے، مگر مسلمانوں کے پاس اپنی اور انسانیت کی تعمیر کے لئے پائی تک نہیں۔ کاش! مسلمان اس دن اپنے چندوں سے تربیت اطفال کے لئے مرکز قائم کریں تا کہ اولوالعزم بچے پیدا ہوں، جو تعلیم اسلام کو عام کریں اور دنیا سے اپنا لوہا منوائیں۔ دنیا کے سب سے بڑے خادم کی یاد تعمیری کام سے منانی چاہئے، صرف نعتیں پڑھ دینے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ باتوں سے نہیں، عمل سے اسلام کا بول بالا کرو، مخلوق کی خدمت کے لئے مواقع تلاش کرو۔''

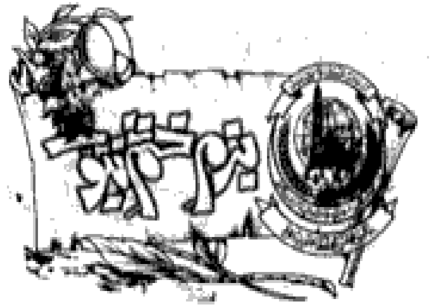

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح

اسمآ الحسنٰی

المھیمن جل جلالہٗ: نگہبان

وہ وحدہ لاشریک لہ ذات جو ہر چیز کی پوری پوری نگہبانی کرنے والی ہے، وہ نگہبانی جو دوسرے کے خوف سے مامون بنادے، وہ جو ہر خوف وخطر کو دور کردے یا وہ امین جو کسی کا حق ضائع نہ کرے، المھیمن، اسمأ الحسنٰی، سلام اور مومن کے تاثرات کا جامع ہے۔

مرغی کا ننھا، منا بچہ، چیل، کوے یا بلی کو دیکھ کر فوراً اپنی ماں کی طرف دوڑتا ہے اور اس کی ماں اسے اپنے پروں میں چھپا لیتی ہے، کہا جاتا ہے:

"ھیمن الطائر علی فرشہ"

"پرندے نے اپنے بچہ کو پروں کے نیچے چھپالیا۔"

اسی طرح چڑیا اور دیگر پرندے اپنی جبلی خصوصیات کی بنا پر اپنے اپنے بچوں کو اپنے اپنے گھونسلوں میں اپنے پروں کے نیچے چھپا کر ان کی نگہبانی کرتے ہیں، یہ نگہبانی کی جبلی خصوصیات کی اسی "المھیمن" جل جلالہ نے ہی ودیعت کی ہیں۔

ہمارے جسم میں سب سے نازک عضو آنکھ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے انتہائی خوبصورتی کے ساتھ، پلکوں اور ابروؤں سے محفوظ و مامون بنادیا ہے۔

"دل" ہمارے جسم کا بہت اہم عضو ہے، ٹیڑھی، میڑھی اوپر نیچے پسلیوں کے ذریعے نگہبانی کی گئی ہے اور دل ہی کو ایمان اور محبت کی آماجگاہ بنادیا گیا ہے اور دل کی دھڑکنوں کو زندگی کا مرہون منت بنادیا گیا ہے۔

گلاب کے پھول کو ہی دیکھ لیجئے، جس کی اللہ تعالیٰ نے کانٹوں کے ذریعے سے نگہبانی کی ہوئی ہے تاکہ آنسانی آنکھوں کی طراوت اور دل کے سرور کا سامان شاخ پر ہی اپنی خوبصورتی اور رعنائی کو لئے ہوئے محفوظ و مامون رہے اور پھول کو شاخ سے جدا کرنے والوں سے کانٹے نگہبانی کرتے ہیں۔

"دماغ" جو انسانی جسم کا انتہائی اہم عضو ہے، اس کی نگہبانی کے لئے سر ہے جو اپنی بناوٹ اور ساخت کے لحاظ سے انتہائی پیچیدہ بنایا گیا ہے اور انسانی مغز کی نگہبانی کرتا ہے، اسی المھیمن جل جلالہ نے دیگر اعضائے انسانی کی حفاظت و نگہبانی کا انتہائی خوبصورت انتظام فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دیگر حیوانات کی نگہبانی کا بھی انتظام فرمایا ہے، ہر جانور میں کچھ ایسے اعضأ اور خصوصیات ودیعت کردی ہیں کہ وہ اپنے سے قوی تر جانداروں سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ بعض جانوروں کے دانت، بعض کے سینگ، پرندوں کو ان کی چونچ، کسی کو پنجہ اور اسی طرح مختلف اعضأ کے ذریعے "المھیمن" جل جلالہ نے حفاظت کے سامان بہم پہنچائے ہیں۔

اللہ رب العزت نے مچھلی کے جسم کو ایسا لیس دار بنادیا ہے کہ پانی کے اندر سے انسانی ہاتھوں سے یا دیگر آبی جانوروں سے پھسل کر محفوظ ہو جاتی ہے۔ سبز طوطا اپنے قدرتی ماحول یعنی درختوں کے سبز پتوں کے درمیان بیٹھا ہو تو دکھائی ہی نہیں دیتا۔ ہرن اور خرگوش کو "المھیمن" جل جلالہ نے اتنی تیز رفتاری دی ہے کہ وہ دن رات اپنے سے قوی تر جانوروں کے درمیان رہتے ہوئے بھی محفوظ و مامون رہتے ہیں، جب تک وہی المھیمن جل جلالہ چاہے۔

کنگرو ایک ایسا جانور ہے جو اپنے پیٹ کے ساتھ بنی ہوئی قدرتی تھیلی میں اپنے بچے کو لیکر برق رفتاری سے بھاگ کر دیگر جنگلی جانوروں سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے ہر جاندار کو اس کا فطری ماحول مہیا فرمایا ہے اور ان کی ہر طرح کی ضروریات بہم پہنچانے کا سامان کیا ہے۔

انسان جو اشرف المخلوقات ہے کی جسمانی اور روحانی ہر طرح کی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ اسی المھیمن جل جلالہ نے انسان کی نگہبانی اور نگرانی کے لئے فرشتوں کو جو غیر مرئی مخلوق ہیں کو پیدا فرمایا ہے، دن اور رات کے فرشتے الگ الگ ہیں لق ودق صحراؤں اور جنگلوں میں انسان محفوظ و مامون رہتا ہے جب تک کہ اللہ رب العزت چاہے۔

تمام انبیأ کرام علیہم السلام جو انسانیت کو راہ ہدیٰ دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے ان کی اسی المھیمن جل جلالہ نے نگہبانی کی۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو کشتی کے ذریعے مامون و محفوظ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو غرق دریا ہونے سے بچالیا جبکہ فرعون مع لشکر کے غرق دریا ہو گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے حسد کی بنا پر کنویں میں ڈالا، وہاں اسی المھیمن جل جلالہ نے ان کی حفاظت کی پھر ایک وقت ایسا آیا کہ عزیز مصر کے گھر میں اس کی بیوی زلیخا نے ان پر نفس پرستی کا حملہ کیا، لیکن اسی المھیمن جل جلالہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نگہبانی فرمائی۔

خاصہ کائنات رسول آخرین حضرت محمد

باقی صفحہ 24 پر

اخبارِ ختمِ نبوّت

قادیانیت اسلام سے غداری کا نام ہے، اس کا تعاقب ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے (مولانا خدا بخش شجاع آبادی)

لاہور (نمائندہ خصوصی) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا خدا بخش شجاع آبادی لاہور اور شیخوپورہ کے تبلیغی دورہ پر گئے۔ لاہور میں سعدی پارک، کمن آباد، ٹاؤن شپ، نادر آباد میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا انہوں نے مسئلہ ختم نبوت پر قرآن و حدیث پر مفصل بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ پوری امت کا اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہے اور صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد پر ہوا، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔''

دجال قادیانی انگریز کو خوش کرنے کے لئے کہتا ہے کہ: ''جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔''

مولانا موصوف نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود کہتا ہے کہ: ''میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں'' قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں، مرزا طاہر احمد قادیانی ملک پاکستان کے باہر بیٹھ کر پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور قادیانی آئین پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے، حکومت کا فرض ہے کہ ان کو قانون کا پابند کرے اور آرڈی نینس کی خلاف ورزی سے ان کو سختی سے منع کرے ورنہ مسلمان خود بھی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیت کسی مذہبی جماعت کا نام نہیں بلکہ مرزائی مذہب کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے کا نام ہے۔ مولانا موصوف نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا مسئلہ قرآن اور حدیث سے واضح طور پر ثابت ہے، جس میں کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی جماعت کا یہ کہنا کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔'' یہ ان کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر رفع صراحت کے ساتھ ثابت ہے اور عیسائیوں کا وفد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ زندہ ہیں ان پر کبھی موت نہیں آئے گی "وان عیسیٰ یاتی علیه الفنا" معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی تک موت نہیں آئی بلکہ موت آئے گی۔ مولانا نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں فتنہ قادیانیت کے خلاف سرگرم عمل ہے۔

مولانا اللہ وسایا ساقی کا بہاولنگر میں تبلیغی دورہ

بہاولنگر (نمائندہ خصوصی) حضرت مولانا الحق ساقی صاحب بہاولنگر تشریف لائے مولانا محمد قاسم شجاع آبادی مبلغ بہاولنگر نے پروگرام کے تحت حضرت مولانا الحق ساقی کا خطاب جامع مسجد عثمانیہ نظام پورہ میں رکھا ہوا تھا، مولانا ساقی نے اپنے بیان میں شیزان کی مصنوعات کے بائیکاٹ پر زور دیا اور کہا کہ مسلمانوں کو متحد ہو کر مرزائیوں کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ نماز عصر کے بعد مولانا ساقی کا بیان مدینہ جامع مسجد میں ہوا، مولانا نے سیرت طیبہ پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخرالزماں نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ۱۲/محرم کو مولانا ساقی نے صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد مہاجر کالونی میں درس دیا اور امیر جماعت حضرت مولانا فیض احمد صاحب سے ملاقات کی اور نماز ظہر کے بعد مولانا الحق صاحب کا بیان جامع مسجد مکی میں ہوا، حضرت مولانا محمد حنیف کی صاحب سے ملاقات کی۔ نماز عشاء کے بعد مرکزی جامع مسجد نادر شاہ میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ساقی نے کہا کہ الحمد للہ! ختم نبوت کے پروانے پوری دنیا میں تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ان شاء اللہ جب تک ہمارے جسم میں سانس ہے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ ۱۳/محرم کو مولانا ساقی کا بری مسجد قریش چشتیاں روڈ پر مدلل بیان ہوا۔ نماز عصر کے بعد جامع مسجد مدنی کالونی حضرت مولانا نور محمد صاحب کے ہاں بیان کیا، حضرت نے مرزائیت کے کفر کا پردہ چاک کیا اور مسلمانوں کو بہاولپور کے ایک حافظ قرآن کا واقعہ سنایا کہ بہاولپور

میں ایک نابینا حافظ قرآن ہے اس کی ایک بیٹی ہے جب اس کی شادی کا وقت آیا تو مرزائیوں نے اس کے گھر کپڑے زیورات نقدی پہنچائی اور شادی سے کچھ دن پہلے حافظ صاحب کو کہا کہ یہ ہمارا فارم ہے اس پر دستخط کر دیں۔ حافظ صاحب نے پوچھا کیسا فارم ہے؟ تو انہوں نے وضاحت کی کہ ہم مرزائی ہیں تو حافظ صاحب نے ان کا دیا ہوا سارا سامان ان کے منہ پر دے مارا اور کہا کہ: ''میں یہ تو پسند کرتا ہوں کہ نابینا ہو کر بروز قیامت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں مگر یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی بن کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں۔ ۱۴/محرم الحرام کو صبح کی نماز کے بعد حضرت کا درس جامع مسجد دکا کالونی میں ہوا اور حضرت موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا اور سب سے پہلے بہاولپور مرزائیت کیس کا فیصلہ سنانے والے جج محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ آج بھی جب جج محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی ان کی قبر سے ختم نبوت زندہ باد کی آواز آ رہی ہے۔ ۱۴/محرم کو بہاولنگر سے حاصل پور کے لئے روانہ ہو گئے اور تمام پروگرام بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس پنوعاقل

پنوں عاقل (رپورٹ: حافظ محمد حسین ناصر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوں عاقل کے زیر اہتمام ۶/اپریل بمطابق ۱۱/محرم بروز جمعہ ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، کانفرنس صبح ۱۰ بجے شروع ہوئی اور رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں سے علماء کرام نے خطاب کیا، جن میں: حضرت مولانا محمد مراد ہالیجی شریف، مولانا میر محمد میرک، مولانا احمد میاں حمادی، مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا عبدالحمید لنڈ اور دوسرے علماء کرام نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ حکومت اپنے سامراجی آقا اور امریکہ کو خوش کرنے کے لئے انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کی پشت پناہی سے باز آ جائے ورنہ ان کا حشر بھی عبرتناک ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت روز اول سے ہی قادیانیت کے خلاف برسرپیکار ہے، قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے کے بعد بھی ان کی ریشہ دوانیوں کو لگام دینے کے لئے کوشاں ہے۔ موجودہ حکومت امریکہ کے اشارے پر قادیانیوں کی سرگرمیوں سے چشم پوشی کر رہی ہے، قادیانیوں کو حساس عہدوں سے نوازا جا رہا ہے، جو لوگ ملک اور ملت کے دشمن ہیں جن کا الہامی عقیدۂ اکھنڈ بھارت ہے، وہ ملک کی کیا حفاظت کریں گے؟ علماء کرام نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی پاکستان کے سب سے بڑے دشمن ہیں، پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی سے لے کر مرزا طاہر تک ہر وقت ان کی کوشش پاکستان کو ختم کرنے اور اکھنڈ بھارت کی ہے۔ قادیانی ملک پاکستان کے قیمتی راز بلکہ ایٹمی راز ملک دشمنوں کو فراہم کرتے ہیں۔ اسرائیل کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو شہید کر رہے ہیں، ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ ہوش کے ناخن لیں، قادیانیوں کی پشت پناہی چھوڑ کر ان کی امدادی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ مل کر ملک پاکستان بلکہ پوری دنیا سے قادیانیوں کا تعاقب کرنے میں جماعت کا ساتھ دیں۔

بقیہ: اسماء الحسنیٰ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار قریش نے ہر طرح کی صعوبتوں اور کلفتوں سے دوچار کیا، یہاں تک کہ جنگیں لڑیں لیکن ''المہیمن'' جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی فرمائی۔ جنگ بدر میں المہیمن جل جلالہ نے فرشتوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ و مامون رکھا اور کفار نے شکست کھائی۔

سورۃ المائدہ میں قرآن مجید کا نام المہیمن فرمایا گیا ہے:

''وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب و مھیمنا علیہ''

ترجمہ: ''اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب سچی تصدیق کرنے والی سابقہ کتابوں کی اور ان کے مضامین کی نگہبان۔''

(ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن)

یعنی قرآن مجید اپنے سے پہلی کتابوں کے مضامین کا نگہبان ہے اور جملہ کتب سابقہ کی تعلیم کا جامع اور محافظ ہے اللہ تعالیٰ جو ''المہیمن'' جل جلالہ ہے، نے قرآن مجید کی حفاظت اور نگہبانی کا ذمہ لیا ہوا ہے۔

چودہ سو بائیس سال سے قرآن مجید اپنی اصلی حالت میں محفوظ و مامون ہے۔ آٹھ سال کے بچے قرآن مجید کو حفظ کر لیتے ہیں اور ان کے معصوم دل، رحمت خداوندی کو جذب کر کے قرآن کی نگہبانی و حفاظت کرتے ہیں، دراصل حفاظت و نگہبانی کرنے والا تو وہی ''المہیمن'' جل جلالہ ہے جو ننھے منے بچوں کو قرآن مجید کو حفظ کرنے کی توفیق دیتا ہے۔

اللہ رب العزت جو ''المہیمن'' جل جلالہ ہے میری، آپ کی اور ہم سب کی نگہبانی فرمائے اور رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور بروز حشر شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر قادیانیوں کے تعاقب میں

مولانا عارف ندیم کے ساتھ بدتمیزی اور بدکلامی کی، علماء کرام کروڑ کے مشورہ سے مولانا عارف ندیم ۱۲/ اپریل کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی سے ملے ان کو کروڑ کے قادیانیوں کی سرگرمیوں کی رپورٹ دی۔ مورخہ ۱۴/ اپریل کو ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب نے کروڑ جا کر از خود حالات کا جائزہ لیا اور چار قادیانیوں کے خلاف ۲۹۵۔اے، ۲۹۵۔بی اور ۲۹۵۔سی کی درخواست تیار کی۔ مورخہ ۱۷/ اپریل کو علماء کرام لیہ اور کروڑ لعل عیسن کا وفد ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب کی رہنمائی میں ڈپٹی کمشنر لیہ اور اے سی کروڑ، ایس ایس پی لیہ سے ملا اور ان افسران پر قادیانیت کا دجل وفریب واضح کیا اور کہا کہ مسلمانوں کی مسجد سے چند قدم کے فاصلہ پر اپنی عبادت گاہ تعمیر کی ہوئی ہے۔ اذان دیتے ہیں اور کھلم کھلا مسلمانوں کے طرز پر عبادت کرتے ہیں، اپنی عبادت گاہ میں کلمہ طیبہ کے اسٹیکر چسپاں کئے ہوئے ہیں، قرآن کریم مسجد کی طرز پر رکھے ہوئے ہیں، مسلمان مسافروں کو دھوکہ ہوتا ہے اور وہ مرزائی عبادت گاہ میں نماز ادا کر لیتے ہیں۔

تقریباً دو ماہ قبل تبلیغی جماعت بھی دھوکہ سے ان کی عبادت گاہ میں ٹھہری، کیونکہ انہوں نے اپنی عبادت گاہ مسلمانوں کی مسجد کے طرز پر بنا رکھی ہے اور محراب و مینار بھی بنا رکھے ہیں، حال ہی میں مسلمانوں کی مسجد کی وقف جائیداد پر قبضہ کر کے راتوں رات چار دیواری بنالی اور اب بھی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں، اے سی کروڑ نے فوری کارروائی کرتے ہوئے آر ایم کروڑ کی قیادت میں تحصیلدار محکمہ عملہ اور پولیس تحقیق حال کے لئے بھیجی، وہاں مرزائی اسلحہ سمیت گھوم رہے تھے اور تعمیر جاری تھی۔

مرزائی آر ایم صاحب کے آڑے آئے اور تلخ کلامی اور سخت جملوں کے بعد آر ایم صاحب نے قانونی پوائنٹ استعمال کرتے ہوئے چار قادیانی اعجاز احمد ولد لٹیین، اشفاق احمد ولد منیر احمد، عبداللطیف ولد عبدالمجید اور نصیر احمد ولد عبدالغفور کو گرفتار کرلیا اور تعمیراتی سامان بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور قانونی کارروائی شروع کردی، آر ایم کے اس جرأت مندانہ اقدام پر علاقہ کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مسلمانان کروڑ نے آر ایم صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی کا شکریہ ادا کیا۔

اس کارروائی میں حضرت مولانا محمد حسین صاحب، قاری منور، قاری عبداللہ، مولانا محمد حسن، قاری نذارحمٰن، میاں محمد اکبر، حافظ محمد شفیع، سید الطاف شاہ اور دیگر احباب اور معززین نے بھرپور تعاون کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہر قسم کا دل کھول کر تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان حضرات اور معززین علاقہ کو مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرزائیت کے خلاف بند باندھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ختم نبوت کانفرنس پنوعاقل

الحمدللہ ۲ اپریل بروز جمعۃ المبارک صبح ۸ بجے کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے بعد جناب عبیداللہ صاحب نے قادیانیوں کے خلاف ایک پرزور نظم پڑھی۔ جمعۃ المبارک کی نماز میں لوگوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی، لوگ گرمی کی شدت کے باوجود دھوپ میں بیٹھ گئے تھے پہلا خطاب حضرت مولانا عبداللہ صاحب چاچڑ نے کیا، انہوں نے حضرت مولانا نذیر حسینؒ بانی رکن مرکزی شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور بانی جامعہ حسینیہ نور القرآن، حضرت مولانا جمال اللہ الحسینیؒ مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت مولانا فاروق احمدؒ، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کی خدمات کو سراہا، انہوں نے کہا کہ ان حضرات کی بدولت پنوعاقل سے قادیانیوں کا نام ونشان مٹ گیا۔

اس کے علاوہ کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا عبدالحمید لنڈ، حضرت مولانا خان محمد، حضرت مولانا محمد مراد، حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن، حضرت مولانا عطا اللہ جتوئی، حضرت مولانا بشیر احمد، حضرت مولانا محمد حسین ناصر، حضرت مولانا احمد میاں حمادی، حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی، حضرت مولانا عبداللہ چاچڑ صاحب کے علاوہ کئی علماء کرام نے خطاب کیا۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

ملتان (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں شریف نے کی، جبکہ مہمان خصوصی سید نفیس الحسینی تھے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علما اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ قادیانی عالمی استعمار کے ایجنٹ ہیں، انہیں انگریز سامراج نے سیاسی ضرورت کے تحت جھوٹی نبوت کی مسند پر سرفراز کیا۔ جب برصغیر کی ملت اسلامیہ انگریزی سامراج کے خلاف نبرد آزما تھی، اور لاکھوں مسلمان جام شہادت نوش کر رہے تھے تو قادیانی انگریز کی چاپلوسی اور مسلمانوں کے خلاف جاسوسی میں مصروف تھے، قیام پاکستان کی تحریک میں قادیانیوں کی ہمدردیاں ہندوؤں کے ساتھ تھیں۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ بھی قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے، اگر قادیانی پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیتے تو کشمیر خود بخود پاکستان کے ہاتھوں میں ہوتا کیونکہ انڈیا کے پاس کشمیر جانے کے لئے واحد راستہ گورداسپور سے ہو کر جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم دیوبند کانفرنس سے امریکی ایجنٹوں کی نیندیں اڑ چکی ہیں، ہم اپنے اسلاف کے طریق کے مطابق ختم نبوت کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔

تنظیم اہل سنت پاکستان کے صدر علامہ عبدالستار تونسوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم ملت اسلامیہ کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے ہم مولانا خان محمد کندیاں شریف کی قیادت میں پوری دنیا میں قادیانیوں کا تعاقب کرتے رہیں گے۔

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی نے کہا کہ قادیانیت کا خمیر جہاد کو ختم کرنے کے لئے اٹھا ہے، افغانستان میں طالبان کی کامیابی، کشمیر، چیچنیا، بوسنیا اور دیگر علاقوں میں جہاد قادیانیت کے جھوٹے ہونے پر خدائی مہر ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکریٹری مولانا حنیف جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے پاس دلائل کی دنیا میں ایک آیت اور حدیث نہیں۔ قادیانیت کی زندگی ان کے عالمی پروپیگنڈہ اور پیسے کے بل بوتے اور مسلمان افسران اور عوام کی بے حسی کی وجہ سے ہے۔

کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا خدا بخش، حافظ احمد بخش، مولانا محمد اسحق ساقی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالمجید ندیم، مولانا محسن رضا فاروقی، قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا محمد شریف ہزاروی، حاجی عبدالحمید بیگم، عبدالواحد کوئٹہ، علامہ احمد میاں حمادی سندھ اور مولانا عبدالحق مجاہد و دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور عبدالکریم خاکی و صدر پوری برادران نے ہدیہ نعت قاری محمد ادریس ہوشیارپوری نے تلاوت کی۔

خوشخبری

11,10,9 / اپریل 2001ء کو پشاور میں منعقدہ ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند عالمی کانفرنس، جس میں دنیا بھر کے ممتاز علماء کرام کے ایمان افروز بیانات ہوئے اور عظیم مجاہد امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کا امت مسلمہ کے نام خصوصی پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ جلسہ گاہ کے پورے پروگرام کو بحمد للہ تعالیٰ "حرا ریکارڈنگ سینٹر" نے آڈیو کیسٹس کے ذریعہ آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا ہے۔

یہ قیمتی دستاویز آپ بھی حاصل کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

مندرجہ ذیل حضرات کے پیغامات اور بیانات شامل ہیں: ☆ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، قائد جمعیت علماء اسلام پاکستان

☆ حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سربراہ امارت اسلامیہ افغانستان ☆ حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب، مہتمم دارالعلوم دیوبند

☆ مفتی حبیب الرحمن صاحب خیر آبادی دارالعلوم دیوبند ☆ مولانا قاری محمد عثمان صاحب، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

☆ مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری، جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد ☆ مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب، استاد حدیث دارالعلوم دیوبند

☆ مولانا قمر الدین صاحب، استاد حدیث دارالعلوم دیوبند ☆ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

☆ شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی صاحب ☆ مولانا محمد امین صاحب پالنپوری دارالعلوم دیوبند،

☆ مولانا عبدالرحمن بستوی استاد التفسیر دارالعلوم دیوبند ☆ مولانا محمد خان شیرانی صاحب ☆ مجاہد انقلاب افغانستان ملا نبی محمدی

☆ مولوی عبدالسلام ضعیف سفیر اسلامی جمہوری افغانستان، ☆ نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب ☆ راجہ ظفر الحق

علاوہ ازیں نامور علماء کرام اور شعراء حضرات کا خدمات دارالعلوم دیوبند کو خراج عقیدت طلب فرمائیں۔

ڈاک کا پتہ: محمد انور حسین "حرا ریکارڈنگ سینٹر" بالمقابل دارالعلوم (جنوبی گیٹ) کورنگی، کراچی: 14 فون فیکس: 0092-21-5031064

اکرام القادری

ارمان گھائل ہوگئے

اے حسین احمدؒ کے بیٹو! تم نے سوچا بھی کبھی
کیوں تمہارے درپئے آزار جاہل ہوگئے؟

کیوں بھلا ڈالا ہے تم نے سلف کی تاریخ کو
اس قدر کیوں تم تن آسانی پہ مائل ہوگئے؟

کل تمہاری بے زری کا دبدبہ تھا دہر میں
سیم و زر پہ کس لئے تم آج مائل ہوگئے؟

اب تو اٹھو اے خداوالو! خدا کے واسطے
اب تو حد یہ کہ رذائل بھی فضائل ہوگئے؟

کیا تمہاری بے نیازی نے دکھائے ہیں یہ دن
کیوں تمہارے دشمن جاں اہل باطل ہوگئے؟

غافلوں کے واسطے جو تازیانہ تھے کبھی
کیوں نہ جانے اپنے منصب سے وہ غافل ہوگئے؟

پرچم قرآن و سنت لے کے نکلو! دوستو!
بدعتیں ہی عصر حاضر کے مسائل ہوگئے؟

اے اسیرؒ مالٹا کے نام لیوا غور کر!
تجھ سے مخفی کیوں اکابر کے شمائل ہوگئے؟

گفتنی نا گفتنی حالات سے اکرام اب
روح زخمی ہوگئی ارمان گھائل ہوگئے

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پڑھیں تو ...

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟ کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

کا مطالعہ کیجئے

ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے جس میں سیرت رسول آخر ﷺ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ
یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، نائیجیریا، سعودی عرب، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے
خریدار بنیئے ــــ بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اس میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہے